بچوں کا پیارا رسالہ

امان ۱۳۵۵ ھش

مارچ ۱۹۷۶ء

ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" ربوہ

21

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر
ایل ۱۲۸
۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

جسے بڑے بھی

پورے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں:

تشحیذ الاذہان

ماہنامہ

مارچ سنہ ۱۹۷۶ء

امان ۱۳۵۵ھ ہش

ایڈیٹر:

لئیق احمد طاہر ایم اے

نائب مدیر:

نصیر احمد قمر

جلد (۱۹) ○ شمارہ (۳)

چندہ سالانہ

دس روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

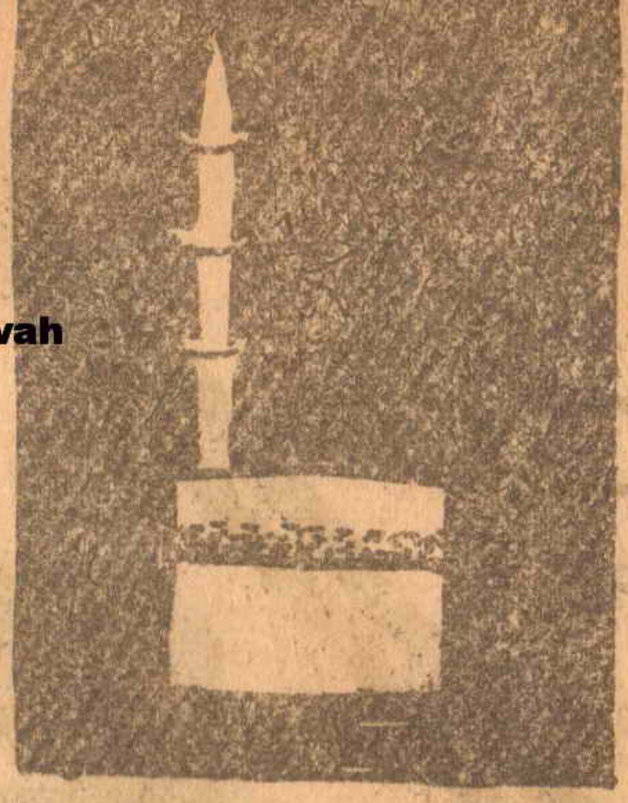

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ"

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ جو کوئی ذرا سی بھی بھلائی کرتا ہے وہ اس کا بدلہ پالیتا ہے۔

"ایک یہودی نے کسی شخص کو کہا کہ میں تجھے جادو سکھلا دوں گا شرط یہ ہے کہ تو کوئی بھلائی نہ کرے۔ جب دنوں کی تعداد پوری ہو گئی اور جادو نہ سیکھ سکا تو یہودی نے کہا کہ تو نے ان دنوں میں ضرور کوئی بھلائی کی ہے جس کی وجہ سے تو نے جادو نہیں سیکھ سکا اس نے کہا کہ میں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا سوائے اس کے کہ راستہ میں سے کانٹا اٹھایا۔ اس نے کہا۔ بس یہی تو ہے جس کی وجہ سے تو جادو نہ سیکھ سکا۔ تب وہ بولا۔ خدا تعالیٰ کی بڑی مہربانیاں ہیں کہ اس نے ذرا سی نیکی کے بدلہ بڑے بھاری گناہ سے بچا لیا ——

ہمیں اس خدا تعالیٰ کی ہی پرستش کرنی چاہیئے جو کہ ذرا سے کام کا بھی اجر دیتا ہے۔ خدا وہ ہے کہ انسان اگر کسی کو پانی کا گھونٹ بھی دیتا ہے تو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے۔ دیکھو ایک عورت جنگل میں جا رہی تھی رستہ میں اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا اس نے اپنے بالوں سے رسہ بنا کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر اس کتے کو پلایا۔ جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا تھا وہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ تمام عمر فاسقہ رہی ہے۔"

(ملفوظات جلد ششم صـ۳۶)

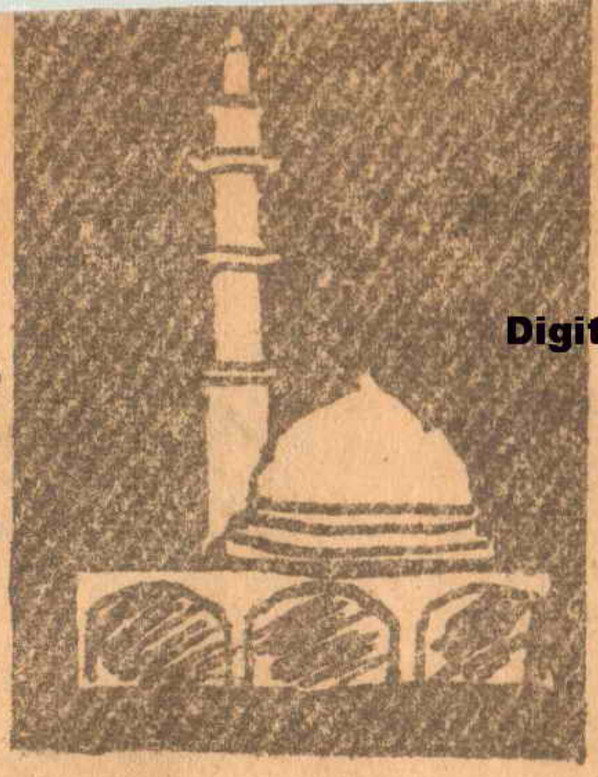

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

"اِذَا لَبِسۡتُمۡ اَوۡ تَوَضَّاۡتُمۡ فَابۡدَءُوۡا بِمَیَامِنِکُمۡ"

ترجمہ: جب تم کپڑا پہنو یا وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو۔

تشریح: کام کو سیدھی طرف سے شروع کرنا ایک فطری اور معمول طریق ہے اور اس کے برخلاف بائیں جانب سے شروع کرنا ایک غیر فطری فعل اور بدقت کا موجب ہوتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت اور بزرگی والے سارے عمدہ اور اچھے کاموں کو دائیں طرف سے شروع کرنے کا حکم دیا۔ مثلاً قمیص پہنتے وقت پہلے دائیں آستین میں ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ پاجامہ پہنتے وقت پہلے دائیں پائنچے میں پاؤں داخل کرے۔ اسی طرح وضو کرتے وقت پہلے دایاں پاؤں دھوئے جوتی پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں جوتی میں ڈالے اور جوتی اتارتے وقت پہلے بایاں پاؤں اتارے۔

"اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ یُّحِبُّ الطَّیِّبَ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ خود پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو پسند کرتا ہے

تشریح: آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسے ہی آدمی کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح چونکہ خدا تعالیٰ خود پاک ہے اس لئے پاکیزہ چیز کو پسند فرماتا ہے۔ پس آدمی کو عادت میں۔ اطوار میں۔ کھانے پینے میں۔ معاشرت میں غرض ہر چیز میں پاکیزگی اور صفائی اختیار کرنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی جان کا صفحہ

بچوں کا ہفتہ

میرے ننھے منے دوستو۔ عزیز بہنو اور بھائیو! سدا سلامت رہو اور دنیا میں جگمگاتے رہو!

بھئی ہم ایک ہفتہ منا رہے ہیں۔ یعنی آپ کا اپنا ہفتہ۔ بچوں کا ہفتہ۔ اطفال اور ناصرات کا ہفتہ ــــ تشحیذی بچوں کا ہفتہ، تشحیذ کے خریداروں کا ہفتہ، تشحیذ کے ننھے منے ادیبوں اور شاعروں کا ہفتہ ــــ اور تشحیذ کے قارئین کا ہفتہ۔

ــــ اور یاد ہے یہ رسالہ ملتے ہی یہ ہفتہ شروع ہو چکا ہو گا یعنی ۲ مارچ تا ۱۰ مارچ کا ہفتہ ــــ

پیارے بچو! اس ہفتہ میں ہر تشحیذی خریدار نے ایک ایک نیا خریدار بنانا ہے سال بھر کا چندہ دس روپے ہے۔ جو بچے خریدار بنا کر ہمیں ۲۵ مارچ تک اطلاع دیں گے ہم ان کے نام تشحیذ میں شائع کر دیں گے اور جو بچے ۱۵ تا ۲۰ خریدار بنائیں گے ان کی تصاویر تشحیذ میں شائع کی جائیں گی۔ اس مقابلہ میں جو بچے سب سے زیادہ خریدار بنا کر اوّل، دوم اور سوم آئیں گے انہیں خاص انعام مرکز سے بھجوایا جائے گا۔ چندہ کی ساری رقم اپنے قائد صاحب یا ناظم صاحب اطفال کے پاس جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں۔ خریداروں کی فہرست اور ان کے پتہ جات ہمیں بھجوا دیں۔ آپ ہمیں خریداری سے متعلق جو خط لکھیں اس پر قائد صاحب یا ناظم صاحب اطفال کی تصدیق کروائیں۔

خدا تعالیٰ آپ کے عزم میں بہت بہت برکت ڈالے اور آپ کا رسالہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے

آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوگوسلاویہ کے حوس نصیب بچے

جناب مسعود احمد خاں دہلوی
(ایڈیٹر ماہنامہ "التقویٰ")

مشرقی یورپ میں ایک ملک ہے یوگوسلاویہ
اس ملک کے بہت سے مسلمان گھرانے یورپ کے مختلف ممالک میں جا آباد ہوئے ہیں۔ وہاں وہ ملازمتیں یا مختلف قسم کے کام کرکے روزی کماتے ہیں۔ بہت سے یوگوسلاوین گھرانے یورپ کے ملک سویڈن کے مختلف شہروں میں بھی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بہت سے گھرانوں کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ وہ سب خدا کے فضل سے بہت ہی مخلص اور خدائی احمدی ہیں۔ ان کے اخلاص اور خدائیت کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔

آپ پوچھیں گے کہ کیا آپ نے انہیں دیکھا ہے جو آپ ان کے اخلاص و خدائیت کی اس طرح تعریف کر رہے ہیں؟

ہاں بچو! مجھے وہاں جانے اور انہیں دیکھنے۔ ان سے ملنے اور ان کے اخلاص و خدائیت کا خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اس لئے کہ گزشتہ سال جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سویڈن کے شہر گوٹن برگ میں اس ملک کی سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے وہاں تشریف لے گئے تھے تو حضور کے ہمراہ وہاں جانے کی مجھ کو بھی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

وہاں میں نے ان قابل رشک احمدی گھرانوں کے بہت سارے خوش نصیب بچے بھی دیکھے۔ تمہارے ان ننھے منے یوگوسلاوین بھائیوں اور بہنوں کی خوش نصیبی کا مجھ پر بہت اثر ہوا اور ان کی اس خوش نصیبی پر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میرا دل چاہا کہ کاش میں بھی بچہ ہوتا اور جو خوش نصیبی ان کے حصے میں آئی ہے وہ مجھے بھی میسر ہوتی۔

آپ ضرور یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ وہ کیا خوش نصیبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ جو ہم سے ہزاروں میل دور رہنے والے ہمارے ان ننھے منے بھائیوں اور بہنوں کے حصہ میں آئی اور جسے دیکھ کر ایک عمر رسیدہ شخص کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش وہ بھی بچہ ہوتا اور ان کی خوش نصیبی میں حصہ دار بنتا! سو احمدی نونہالو! تمہارے ان لوگو سلادیں بھائیوں اور بہنوں کی خوش نصیبی یہ ہے کہ اول تو انہیں مرکز سے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ انہیں اپنے آقا ایدہ اللہ کی محبت اور شفقت، لاثانی پیار اور زندگیاں سنوارنے والی دعائیں حاصل کرنے کا اتنا موقع میسر آیا۔ حضور نے انہیں اپنی بابرکت گود میں اٹھایا۔ ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیرا، انہیں پیار کیا۔ انہیں دعائیں دیں۔ الغرض انہیں برکتوں سے مالا مال کر دیا۔ مرکز سے ہزاروں میل دور ہو کر بھی ان ننھی سی عمر میں اتنی برکتوں کا مل جانا بلکہ برکتوں سے مالا مال ہو جانا کچھ کم خوش نصیبی ہے؟ یہ خوش نصیبی کیوں قابل رشک نہ ہو؟

مجھے یاد ہے اور میں یہ نظارہ زندگی بھر بھول نہیں سکتا کہ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۰ ستمبر ۱۹۷۵ء کو گوٹن برگ میں سویڈن کی سب سے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا تو اس بابرکت تقریب میں ہمارے لوگو سلادیں ننھے منے نونہال بھی بہت بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ جو بہت چھوٹی عمر کے تھے۔ انہیں ان کے والدین نے اپنی گودوں میں اٹھایا ہوا تھا۔ سب نے ہی سفید براق لباس پہنے ہوئے تھے اور ان کے چہرے پھول کی طرح کھلے ہوئے تھے۔ فرشتوں کی سی معصومیت ان کے مسکراتے ہوئے چہروں پر کھیل رہی تھی۔ وہ خوش ہی نہ تھے بلکہ بے انتہا خوش۔ وہ کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ اس ننھی عمر میں ہی ان کی قسمت کا ستارا چمک اٹھا تھا۔ برکتیں سمٹ سمٹ کر ان میں سمانے کے لئے ایک نقطہ پر آ جمع ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے ننھے منے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے پھولوں کے گلدستے اٹھائے ہوئے تھے۔

حضور نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد مسجد کی زمین پر گھوم پھر کر اس کا معائنہ فرمایا۔ حضور سینکڑوں احباب کے ساتھ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے چل رہے تھے۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک بچہ ہاتھوں میں گلدستہ لئے آگے بڑھتا اور حضور کا راستہ روک کر بہت ادب سے حضور کی خدمت میں گلدستہ پیش کرتا۔ حضور اس سے گلدستہ لے کر اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے، اس کے پھول سے گالوں کو تھپتھپاتے۔ اس سے باتیں کرتے اور دعا دیتے اس موقع پر ان خوش نصیب بچوں نے خوب آگے بڑھ بڑھ کر اپنے آقا کی خدمت میں گلدستے پیش کئے حضور گلدستوں سے زیادہ گلستانِ احمد کے ان پھولوں میں دلچسپی لیتے جنہوں نے اپنے ہنستے مسکراتے اور کھلے ہوئے چہروں سے بہارِ جاوداں کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ وہ سماں اتنا خوش کن تھا کہ اسے یاد کر کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرا دل آج بھی خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔

اگلے روز یعنی ۲۸ ستمبر ۱۹۷۵ء کو حضور ایدہ اللہ نے شام کا کھانا گوٹن برگ کے احمدیہ مشن ہاؤس میں جماعت احمدیہ گوٹن برگ کے احباب کے درمیان روانق افروز ہو کر کھایا۔ اس موقع پر بھی ہمارے یوگوسلاوین بھائی اپنے پیارے بچوں کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر اخلاص کا اظہار کر رہے تھے کہ گویا حضور پر اپنی جان نچھاور کر دیں گے۔ اسی پر لطف مجلس میں میری نگاہیں بچوں کے پھول سے چہروں کو تلاش کر رہی تھیں لیکن وہ اپنی ماؤں کے پاس زنانہ کمرہ میں تھے۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ یکدم ماؤں نے زنانہ کمرہ سے اپنے بچے حضور کی خدمت میں بھجوانا شروع کر دیئے۔ انہوں نے درخواست کی کہ حضور ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر انہیں برکت بخشیں۔ پہلے ایک بچہ حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور نے ٹکٹکی لگا کر بڑی محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے پیار کیا۔ بچوں کے توتلے انداز میں اس سے باتیں کیں پھر کیا تھا ننھے منے پیارے پیارے بچوں کا تانتا بندھ گیا اور حضور احمدیت کے ان ننھے نونہالوں میں گھر گئے۔ حضور بھی ان ننھے نونہالوں سے باتیں کرتے ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے اور بچے بھی خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ ہر طرف خوشیوں کا چمن کھلا ہوا تھا۔ بچوں کے والدین کی خوشی کا بھی ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی خوش نصیبی پر خوشی سے جھوم رہے تھے۔ انہوں نے اس خوشی اور خوش نصیبی کی یاد آئندہ بھی تر و تازہ رکھنے کے لئے حضور کے ہمراہ اپنے بچوں کی تصاویر کھینچنے شروع کر دیئے۔ انہوں نے اپنے کیمروں سے لاتعداد فوٹو کھینچے اور مکرہ کیمروں کی فلیش لائیٹوں سے دیر تک جگمگاتا رہا اور کلک کلک کی آوازوں سے گونجتا رہا۔

اب بتلایئے ہم سے ہزاروں میل دور رہنے والے یہ یوگوسلاوین بچے خوش نصیب ہیں یا نہیں؟ ان کی خوش نصیبی پر تو آپ کو بھی رشک آ رہا ہو گا اور آنا بھی چاہیئے یہ خوش نصیبی ہے ہی رشک کے قابل۔ یہ خوش نصیب بچے بڑے ہو کر اسلام کے جاں نثار خادم بنیں گے۔ یہی ہوں گے جو یورپ میں اسلام پھیلا کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا وہاں گاڑیں گے اور دنیا میں نام پیدا کریں گے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ واسن اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لاتا ہوں کہ اس نے مجھے وہ پھول سے روشن چہرے دیکھنے کا موقع عطا کیا جنہوں نے بڑے ہو کر یورپ میں اسلام کا نور پھیلا کر وہاں کی تاریکی دور کرنی ہے

آؤ ہم سب دعا کریں کہ اے خدا تو احمدیت کے ان نونہالوں کو پروان چڑھا اور انہیں اپنے پاس سے وہ نور عطا کر جو مغرب کی موجودہ ظلمت کو پاش پاش کر کے اسے یقیناً نور بنا دے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر! آمین!

○

● سڈنی کے ساحل پر ایک ایسا کچھوا پکڑا گیا تھا۔ جس کا وزن ۱۲۷۰ کیلوگرام تھا۔ یعنی ایک ہاتھی کے بچے کے برابر۔ (مظفر احمد ملک۔ روھڑی)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی جان

کے قلم سے

نبیل اور ندائے باہری

نبیل اور ندائے باہری پہاڑی کی چوٹی پر محکمہ جنگلات کے ایک خوبصورت بنگلے کے سامنے موسم بہار کے رنگا رنگ پھول چن رہے تھے۔ ان کی امی آنگن میں بیٹھی اپنے بچوں کی اٹکھیلیوں سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ نبیل کی عمر پانچ سال تھی اور ندائے باہری اس سے صرف دو سال بڑی تھی۔

پہاڑ کی یہ چوٹی وادی کاغان کے خوب صورت علاقہ میں واقع تھی اور اس کا نام لالہ زار تھا۔ نبیل کے ابو محکمہ جنگلات کے بڑے افسر تھے اور انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے اکثر سفر پہ رہنا پڑتا تھا۔ "کامو" اُن کا وفادار ملازم تھا جو گھر کی پوری طرح نگہداشت کرتا۔ نبیل اور ندائے باہری اس کے ساتھ بہت گھل مل گئے تھے۔ کامو سارا دن بچوں کا خیال رکھتا اور پہاڑ کی چوٹیوں پر بچوں کو سیر کراتا رہتا۔ یہ چھوٹا سا گھرانہ ہنسی خوشی زندگی کی منازل طے کر رہا تھا۔

نبیل کی امی کی شروع سے خواہش تھی کہ ان کے بچے زیورِ علم سے آراستہ ہوں وہ انہیں ایک پاک صاف سچا مسلمان دیکھنا چاہتی تھیں۔ خود بھی نمازیں بروقت پڑھتی تھیں اور قرآن مجید سے تو انہیں بہت محبت تھی صبح و شام خوش الحانی سے تلاوت کرتیں۔ ایسے ترنم سے قرآن مجید پڑھتیں کہ وادی جھوم اٹھتی۔ پہاڑوں کی صدائے بازگشت عجب سماں پیدا کرتی۔

نبیل کے ابو گو زیادہ تر سفر پہ رہتے تھے مگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں بہت دیانت داری سے کام لیتے۔ کبھی کسی سے رشوت لی۔ نہ ملک کے خزانہ کو نقصان پہنچایا۔ ان کی اسی دیانت داری سے جہاں ہزاروں لوگ ان کے شیدائی بن گئے تھے۔ وہاں چور ملک دشمن اور راشی ان کی جان کے دشمن بن گئے تھے کیونکہ ان کے کالے کاروبار کا دم گھٹ گیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ لوگ تاک میں رہتے کہ جونہی موقعہ ملے نبیل کے ابو کو اپنے راستے سے ہٹا دیں۔ نبیل کے ابو کو بھی اس بات کا علم ہو گیا تھا مگر خدا تعالیٰ پر توکل کئے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہتے۔ کامو جو اسی علاقے کا رہنے والا وفادار ملازم تھا بار بار نبیل کے ابو کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتا۔ مگر وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ کر کے ہوشیاری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

وادی میں ستمبر کے آخر میں برفباری شروع ہو جاتی تھی۔ نبیل کے ابو کو انہی دنوں علم ہوا۔ کہ "بوڑا دانی" سے درخت کاٹ کر غیر قانونی طور پر ہندوستانی علاقہ میں سمگل کئے جا رہے ہیں۔ تشدید پسند لیڈر ہوائی چل رہی تھیں۔ کسی وقت بھی برفباری شروع ہو سکتی تھی۔ اس علاقہ میں برف بھی تو کئی کئی فٹ پڑتی تھی۔ اگر مسافر اس میں گھر جاتے تو بس جان سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے۔ نبیل اور ندائے باہری ابو کی ٹانگوں سے چمٹ گئے اور انہوں نے کہا:۔

"ابو ایسے موسم میں ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے ابو برفباری کے بعد تو سفید ریچھ بھی آجاتے ہیں۔ آپ ہمیں چھوڑ کر نہ جائیں۔ ہمیں ڈر لگتا ہے۔"

"بیٹا تم تو احمدی مسلمان ہو۔ کیا سچے مسلمان بھی ریچھ سے ڈرتے ہیں۔ ہنستے مسکراتے رہو اور سورۃ فاتحہ پڑھتے رہو۔ اور کیا برفباری مجھے میرے فرائض سے روک سکتی ہے؟ میں اپنے فرض سے کوتاہی نہیں برت

نبیل اور ندائے باہری خوش الحانی سے سورۃ فاتحہ پڑھنے لگے۔ ان کی امی دعائیں مانگنے لگیں اور ابو سب کو خدا حافظ کہہ کر اپنی جیپ پر سوار ہو کر "بوڑا دانی" کو روانہ ہوئے۔ لالہ زار سے ایک میل تک مسلسل اترائی تھی۔ اگر برف باری ہو جائے تو جیپ اوپر نہیں چڑھ سکتی تھی۔ ایسی صورت میں جیپ "بانا کنڈی" کے ریسٹ ہاؤس میں چھوڑنی پڑتی تھی۔ نبیل کے ابو ماسٹہ میں پولیس چوکی سے مسلح سپاہی لے کر بوڑا دانی کے جنگل میں پہنچے۔ پہاڑ کی چوٹی کے دوسری طرف ہندوستانی علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ پاکستانی ٹھیکیدار واقعی قیمتی درخت کٹوا کر سمگل کر رہا تھا کہ نبیل کے ابو اس کے سر پر پہنچ گئے۔ ٹھیکیدار رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ اسے وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ایسی شدید سردی میں نبیل کے ابو اچانک چھوڑ کر آجائیں گے۔ اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک احمدی مسلمان اپنے آرام سے بڑھ کر اپنے فرائض منصبی کو اہمیت دیتا ہے۔

ٹھیکیدار کے حراست میں آتے ہی یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح سارے علاقہ میں پھیل گئی۔ اب نبیل کے ابو کے لئے اس علاقہ میں خطرات بڑھ گئے تھے۔ کامو وادی میں آتا جاتا رہتا تھا۔ اسے مقامی لوگوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سازشوں کا علم بھی ہوتا رہتا۔ وہ خاموشی سے ان کے سدباب کے لئے منصوبے بناتا رہتا۔ ایک روز جبکہ نبیل کے ابو "زرتی گلی" کی طرف گئے ہوئے تھے۔ برف باری شروع ہو گئی۔ یہ جگہ ننگلے سے بیس میل کے فاصلہ پر تھی۔ نبیل کے ابو نے جیپ کے ٹائروں پر چین چڑھائی اور احتیاط سے جیپ چلانے لگے۔ شکر ہے یہ راستہ زیادہ تر ہموار ہی تھا ورنہ جیپ کے الٹنے کا ہر دم خدشہ تھا۔ دو گھنٹے کا سفر برف کی وجہ سے دس گھنٹے کا سفر بن گیا تھا۔ کامو کو احساس ہوا کہ یہ گھڑی میرے مالک کے لئے خطرہ کی گھڑی ہے۔ وہ بھیس بدل کر بندوق لے کر لالہ زار سے نیچے روانہ ہوا۔ کامو کو خیال تھا کہ جیپ ننگلہ تک نہیں آسکتی کیونکہ ننگلہ سڑک سے کئی ہزار فٹ بلند تھا اور سڑک پر ہی دشمن نبیل کے ابو کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ رات تاریک ہوتی جا رہی تھی۔ کامو راستوں سے بخوبی واقف تھا۔ وہ پہاڑ کی چوٹی سے احتیاط سے برف پر پھسلنے لگا اور چند منٹ میں سڑک پر پہنچ گیا اور اپنے آقا کا انتظار کرنے لگا۔ موڑ پر پل کے نیچے جگہ محفوظ تھی۔ کامو وہاں پہنچ گیا اور اپنے آقا کی بخیریت واپسی کے لئے دعائیں کرنے لگا۔

موڑ پر پہاڑ میں ایک بڑی کھوہ بھی تھی جو وقتی طور پر مسافروں کے لئے پناہ گاہ ثابت ہوتی تھی۔ کھوہ کا دھانہ تنگ تھا مگر اندر سے کافی وسیع تھی۔ رات کی خاموشی میں کامو کو کھسر پھسر کی آوازیں آئیں۔ اسے یقین ہو گیا کہ ضرور کھوہ میں دشمن موجود ہے اور جیپ کے آتے ہی حملہ آور ہو گا۔ کامو خاموشی سے کھوہ کے قریب گیا اور جب اسے دشمن کی موجودگی کا علم ہو گیا تو چپکے سے وہاں سے سڑک پر آیا۔ اور تیز تیز قدموں سے اس جانب چل پڑا جدھر سے نبیل کے ابو کی جیپ آنی تھی۔ ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اسے جیپ کی روشنی نظر آئی وہ سڑک کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ جیپ برف کے اوپر آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی۔ وہ برف نیچے دریا سے اٹھ رہا تھا جو شدید

ٹھنڈ کی وجہ سے منجمد ہو رہا تھا۔ نبیل کے ابو نے دور سے راستہ میں سڑک پر کسی کو کھڑا دیکھا۔ تو لمحہ بھر کے لئے انہوں نے بریک لگائی۔ اپنی بندوق میں گولیاں بھریں اور روانہ ہوئے۔ انہوں نے پہلے سوچا کہ راستہ پر خطر ہے مجھے جیپ کھڑی کئے بغیر گزر جانا چاہیئے مگر پھر ان کا دل محبت و ہمدردی سے لبریز ہو گیا۔ انہوں نے سوچا کہ ممکن ہے کوئی ضرورتمند گاڑی کی روشنی دیکھ کر لفٹ لینے یا کوئی اور ضرورت پوری کرنے کے لئے آگیا ہو۔ مجھے خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے ملت و مذہب کا لحاظ کئے بغیر ہر ایک کی خدمت کرنی ہے اور ظاہری سامان کے طور پر بندوق تیار رہے۔ اگر کسی نے بری آنکھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے دیکھا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آدمی مسلم نہ دل نہیں ہوتے۔ گاڑی جب اس شخص کے قریب پہنچی تو بیل کے ایونے کامو کو پہچان لیا۔

کامو سخت گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے سارا ماجرا تیز تیز سانس لیتے ہوئے اپنے مالک کو سنا دیا۔ بیل کے ایونے کامو سے کہا۔ خاطر جمع رکھو

دل مضبوط کرو۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دشمن کو دلچسپ سبق سکھائیں گے۔

بیل کے ایو نے گاڑی وہیں کھڑی کی۔ بندوق لوڈ کی اور کامو کو انتہائی خاموشی سے چلنے کی تاکید کر کے احتیاط سے کھوہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر دشمن کھوہ میں جیپ کی روشنی اور آواز پر کان لگائے منتظر تھا بیل کے ایو اور کامو کو ایک گھنٹہ بھی کھوہ تک پہنچے گئے۔ اب بیزاری میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔ دشمن جیپ کا انتظار کرتا رہا۔ مگر برف باری کی شدت سے بے خبر تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے غار کا دہانہ برف سے اٹ گیا۔ جب منہ بالکل بند ہو گیا تو دشمن کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مگر اب باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ برف باری شدید سے شدید تر ہو رہی تھی اور تیز ہوا کی وجہ سے برف پتھر کی سل کی طرح سخت ہو گئی تھی۔ اب دشمن کو باہر نکلنے کے لئے باہر سے مدد کی ضرورت تھی ورنہ چند ساعت میں سب کا دم گھٹ جاتا اور عدم آباد کو روانہ ہو جاتے۔

کامو نے سرگوشی کرتے ہوئے بیل کے ایو سے کہا کہ اب دشمن گھر گیا ہے اور اپنے کئے کی سزا اسے مل خود ہی مر مٹ جائے گا۔ چلئے ہم بھی کار خیر کریں۔ مگر بیل کے ایو نے کہا۔ نہیں یہ امر انسانیت کے خلاف ہے خواہ وہ ہمارے دشمن ہی ہوں۔ ہم تو ان کے دشمن نہیں۔ انہیں بے سہارا چھوڑ جانا مردانگی کے خلاف ہے۔ وہ کچھ بھی ہوں آخر تو انسان ہی ہیں۔

بیل کے ایو نے اپنی سنگینی سے کھوہ کے دہانہ سے برف ہٹانی شروع کی۔ دشمن سمجھا کہ ان کے ساتھی مدد کو آ گئے ہیں۔ اب ان کا اضطراب کچھ کم ہوا۔ جب دہانہ صاف ہوا تو بیل کے ایو کھوہ میں داخل ہوئے۔ دشمن انہیں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔ کیونکہ اس کا واہمہ بھی نہیں تھا کہ بیل کے ایو اپنے جانی دشمنوں کے بچانے کے لئے اس یخ بستہ رات میں زندگی کا فرشتہ بن کر نازل ہوں گے۔ دشمن یہ حسن سلوک دیکھ کر ان کے قدموں پر گر پڑا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس نے ہمیشہ کے لئے بُرے عزائم سے توبہ کرلی اور ملک و ملّت کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوگیا۔

نبیل کے ابو نے ان لوگوں کو اسلامی آداب اور اخلاق کی تعلیم دینی شروع کی اور جنگل کی حفاظت کے لئے انہیں اپنے پاس ملازم رکھ لیا۔ ان کی باعزت روزی کیلئے اپنے بنگلہ کے ساتھ ایک کارخانہ بنا دی۔ نبیل اور ندائے باہری کی امّی ان مزدور لوگوں کے بچوں کو قرآن مجید پڑھاتیں اور نماز اور دعائیں یاد کراتیں یوں نبیل کے ابو کی حسنِ سلوک کے نتیجہ میں یہ بستی جنت کا گہوارہ بن گئی۔ ہر شخص انہیں عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتا۔ سچ ہے نیکی اور حسنِ اخلاق بالآخر دشمن کو بھی زیر کر لیتے ہیں۔

بہت سے لوگ لالہ زار کی نیک نامی سے متاثر ہو کر یہاں آباد ہونے شروع ہو گئے تھے اور لالہ زار ایک بارونق قصبہ بن گیا۔ نبیل کے ابو کی کوششوں سے جلد ہی یہاں ہائی سکول۔ ہسپتال۔ ڈاک خانہ۔ اور ہائر لیمن کا سٹیشن قائم ہو گئے بستی کے لوگ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہتے ندائے باہری کی امی نے اپنے قیمتی زیورات فروخت کر کے ایک خوب صورت مسجد تعمیر کروا دی اور اس بستی میں لالہ زار کی چوٹیوں سے روزانہ پانچ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

نبیل نے لالہ زار سے میٹرک کا امتحان معیاری نمبروں سے پاس کیا۔ اس نے ایبٹ آباد سے بی اے کیا اور پھر اسلام کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ اس نے مسلسل چھ سال تک دینی علوم حاصل کئے اور پھر دنیا کو آبِ حیات سے سیراب کرنے کے لئے ملک ملک اور قریہ قریہ کا سفر کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نے یورپ اور امریکہ کے کئی ملکوں یعنی ہزاروں لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا اور مضبوط جماعتیں قائم کیں۔ نبیل کے ابو اس کی خدماتِ اسلام کی خبریں سن کر پھولے نہ سماتے۔ ان کی آنکھوں میں جو بر آئی تھیں۔ انہیں روکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد آتا تھا:۔

"جب میرا مہدیؑ ظاہر ہو تو خواہ
تمہیں برف پوش چوٹیوں پر سے
گھٹنوں کے بل اس تک جانا پڑے
ضرور اسے قبول کرنا اور اسے میرا
سلام کہنا۔"

نبیل کے ابو خوش تھے کہ ان کا بیٹا اس مہدیؑ کا عاشق ہے اور اس کی بتائی ہوئی پاک تعلیم کے مطابق اسلام کی اشاعت میں کوشاں ہے۔

ندائے باہری ایف ایس سی کر کے میڈیکل کالج میں داخل ہو گئی تھی اس نے ایم بی بی ایس کیا اور لالہ زار کے ہسپتال میں بستی کے لوگوں کی خدمت پر مامور ہو گئی۔ وہ خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی غریبوں سے نہ صرف یہ کہ دوائی کے دام نہ لیتی بلکہ دودھ وغیرہ کے لئے انہیں اپنے پاس سے رقم دیتی۔ خدائے بامہری کی امّی اپنی چاند سی بیٹی کی خدمات سے بہت خوش تھیں۔ ہر وقت اس کی بلائیں لیتیں اور دعاؤں سے اسے الوداع اور استقبال کرتیں۔

بستی کے لوگ اس احمدی گھرانے کے اخلاق سے بے حد متاثر تھے۔ جمیل جب پہلی بار انگلستان سے واپس آیا تو اس کے کارناموں اور اسلام کی عظیم الشان اشاعت کے واقعات سن کر بستی کے لوگ اس قدر متاثر ہوئے کہ سب نے سب نے عہد کیا کہ آج سے وہ وہ بھی اسلام کی اشاعت کے لئے اس نیک گھرانہ کا ساتھ دیں گے کیونکہ آج مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہی انسان حقیقی اسلام پر عمل کر سکتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کا پیغام دنیا میں پہونچا سکتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے لالہ زار کے کئی نوجوانوں نے اپنی زندگیاں دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے وقف کر دیئے۔ احمدیوں اس بستی سے اسلام کی سربلندی کے لئے ایسے ایسے کارناموں نے جنم لیا جن کی یاد ہماری روح میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے۔

• بیماری سے پہلے تندرستی اور موت سے پہلے زندگی کو غنیمت جانو۔

(عبدالحمید جاوید۔ ٹنڈو غلام علی)

صدر ابراہام لنکن۔ اور صدر کینیڈی

امریکہ کے سابق صدر کینیڈی کے قتل کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ ابراہام لنکن کی زندگی کے حالات کینیڈی کے ساتھ بہت ملتے جلتے تھے:

• ابراہام ۱۸۶۰ء میں اور کینیڈی ۱۹۶۰ء میں صدر منتخب ہوا۔

• دونوں صدر جمعہ کے روز قتل ہوئے تھے۔

• قتل کے وقت دونوں کی بیویاں ان کے ہمراہ تھیں

• ابراہام کا قاتل ۱۸۳۹ء میں اور کینیڈی کا قاتل ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوا تھا۔

• دونوں قاتل امریکہ کے جنوبی حصہ کے رہنے والے تھے

• دونوں قاتل عدالت میں پیش کئے جانے سے پہلے قتل کر دیئے گئے تھے۔

• ابراہام کے نائب کا نام جانسن اور کینیڈی کے نائب کا نام بھی جانسن تھا۔

• دونوں نائب صدر امریکہ کے جنوبی حصہ کے رہنے والے تھے

• دونوں نائب صدر بعد میں امریکہ کے صدر منتخب ہوئے

• دونوں نائب صدور ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبر تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

● "مریض اگر طبیب کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتا۔ ممکن نہیں کہ فائدہ اٹھا سکے۔ جیسے مریض کو ضروری ہے کہ استقامت اور استقلال کے ساتھ طبیب کی راستے پر چلے تو فائدہ اٹھائے گا۔ ایسے ہی دعا کرانے والے کے لئے آداب اور طریق ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے دعا کی خواہش کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ دودھ چاول لاؤ۔ وہ شخص حیران رہ گیا۔ آخر وہ لایا۔ بزرگ نے دعا کی اور اس شخص کا کام ہو گیا۔ آخر اسے بتلایا گیا کہ صرف تعلق پیدا کرنے کے لئے تھا۔ ایسا ہی باوا فرید صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا پیالہ گم ہو گیا اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ پیالہ حلوائی کی دکان سے مل گیا۔ ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو۔ متاثر نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۲)

● "(جو لوگ) محنت شاقہ اٹھاتے ہیں۔ اس کا عوض کچھ نہ کچھ ان کو دے دیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک گبر چالیس سال تک ایک جگہ آگ پر بیٹھا رہا اور اس کی پرستش میں مصروف رہا۔ چالیس سال کے بعد جب وہ اٹھا تو لوگ اس کے پاؤں کی مٹی آنکھ میں ڈالتے تھے تو ان کی آنکھ کی بیماری اچھی ہو جاتی تھی۔ اس بات کو دیکھ کر ایک صوفی گھبرایا اور اس نے سوچا۔ کہ جھوٹے کو یہ کرامت کس طرح مل گئی۔ اور وہ اپنی حالت میں مذبذب ہو گیا۔ اس پر ہاتف کی آواز اسے پہنچی۔ جس نے کہا کہ تو کیوں گھبراتا ہے سوچ کہ جب جھوٹے اور گمراہ کی محنت کو خدا تعالیٰ نے ضائع نہیں کیا تو جو سچا اس کی طرف جائے گا اس کا کیا درجہ ہو گا؟ اور اس کو کس قدر انعام ملے گا؟"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۲۶)

● "ایک طبیب کا ذکر ہے کہ وہ قبرستان کو جاتے وقت برقع پہن لیا کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ طبیب نے جواب دیا۔ کہ یہ سب آدمی میری دوائیوں سے ہی ہلاک ہوئے تھے"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۲۶)

نصیر احمد قمر
نائب مدیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"محمودؓ چار ایک برس کا تھا۔ حضرتؑ معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمودؓ دیا سلائی لے کر وہاں آئے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول تھا پہلے کچھ دیر آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی۔ حضرت صاحبؑ کے لکھے ہوئے مسودات کو آگ لگا دی۔ اور آپ لگے خوشی سے اور تالیاں بجانے۔ اور حضرتؑ لکھنے میں مصروف ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے ماتھے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودات راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرتؑ کو سیاقِ عبارت ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں، خاموشی دیکھا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دیئے ہیں۔ عورتیں اور بچے اور گھر کے سب لوگ انگشت بدنداں۔ اب کیا ہوگا اور درحقیقت عادتاً ان سب کو علیٰ قدرِ مراتب بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ مگر حضرتؑ مسکرا کر فرماتے ہیں، خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔"

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریمؓ صفحہ ۳۰/۳۱۔ بار دوم۔ و سوانح فضلِ عمرؓ صفحہ ۷۷-۷۹)

"حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کا اپنا بیان ہے کہ ایک کتا ہمارے دروازے پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا اندر کمرے میں صرف حضرت صاحبؑ تھے۔ میں نے اس کتے کو اشارہ کیا اور کہا۔ "ٹیپو! ٹیپو!! ٹیپو!!!" حضرت صاحبؑ بڑے غصے سے باہر نکلے اور فرمایا "تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔" میری عمر شاید آٹھ۔ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا۔ جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہو گئی۔"

(الفضل یکم اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۳۔ و سوانح فضلِ عمرؓ مصنفہ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ صفحہ ۴۸)

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل شاہ صاحب مرحومؓ حضورؑ کے پیر داب رہے تھے کہ شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں پر جیب میں کوئی سخت چیز پڑی ہے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر نکالی تو حضورؑ کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹی گھڑے کی ایک چینی اور دو ایک ٹھیکرے تھے۔ میں پھینکنے لگا تو حضورؑ نے فرمایا: یہ میاں محمودؓ نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دیئے ہیں۔ آپ پھینکیں نہیں، میری جیب ہی میں ڈال دیں۔ کیونکہ میاں نے یہ بھی امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے وہ مانگیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو ہم کہاں سے دیں گے ؟"

(اصحاب احمدؑ جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۹۹ - و سوانح فضل عمرؓ - صفحہ ۸۱/۸۲)

● "حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دن کچھ اصحاب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے - راستہ میں ایک کیکر کا درخت گرا ہوا تھا - بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواکیں بنا لیں - صاحبزادہ مرزا محمود احمد بھی ساتھ تھے - چھوٹی عمر تھی - ایک مسواک کسی نے ان کو بھی دے دی اور انہوں نے بے تکلفی اور بچپن کی وجہ سے ایک دو دفعہ حضورؑ کو بھی کہا "ابا مسواک لے لیں !" مگر حضورؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا - "میاں ! پہلے ہمیں یہ بتلاؤ کہ کس کی اجازت سے یہ مسواکیں حاصل کی گئی تھیں ؟" یہ بات سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں"

(تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۲۱ - و سوانح فضل عمرؓ صفحہ ۸۲)

● "خوارزم شاہ کے امراء میں سے ایک امیر کے پاس ایک ایسا عمدہ گھوڑا تھا کہ خود بادشاہ کے گلے میں بھی اس کی نظیر نہ تھی - ایک روز وہ امیر اسی گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ خوارزم شاہ کی نظر اس پر پڑ گئی - اس گھوڑے کی شان اور چال بادشاہ کی نظر میں کھب گئی اور اس کے دل میں اس گھوڑے کو ہر قیمت پر اپنے گلے میں شامل کرنے کا خیال جاگزیں ہو گیا - جب وہ امیر سیر سے واپس آیا تو چوبداروں کو حکم دیا کہ وہ گھوڑا فوراً فلاں امیر کے گھر سے لاؤ - چوبدار دوڑے گئے اور امیر سے وہ گھوڑا چھین لائے امیر کو اس گھوڑے سے بیحد محبت تھی - اس کے چھن جانے سے اس کو سخت صدمہ ہوا - مایوسی کے عالم میں اس کو عماد الملک کے سوا کوئی پناہ نظر نہ آئی - عماد الملک خوارزم شاہ کے دربار کا سب سے مقتدر امیر تھا - وہ بڑا نیک طینت اور مظلوموں کا غمگسار تھا - بادشاہ بھی اس کا دل سے عزت کرتا تھا - کئی دفعہ اس نے دربار سے کنارہ کشی اختیار کر لی - لیکن بادشاہ اس کو منا کر واپس لے آیا - وہ امیر پریشانی کے عالم میں ننگے سر اور ننگے پاؤں عماد الملک کے پاس آیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر عرض کی کہ بادشاہ میرا سب مال و دولت لے لے مگر وہ گھوڑا مجھ کو واپس دے دے کیونکہ اس کے بغیر میں مر جاؤں گا - اے مسیحا آپ میرے سر پر ہاتھ رکھیں اور میری دستگیری فرمائیں - اس مظلوم امیر کی حالت زار دیکھ کر عماد الملک کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور اس نے اس کی مدد کرنے کا تہیہ کر لیا - دوسرے دن وہ دربار میں حاضر ہوا اور تخت شاہی کے سامنے خاموش کھڑا ہو گیا - اتنے میں سپاہی وہ گھوڑا بادشاہ کے سامنے لائے - اس کو دیکھتے ہی بادشاہ کے دل کی کلی کھل گئی اور وہ بڑی دیر تک اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا - پھر وہ عماد الملک سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی یہ جانور تو بہشت کا معلوم ہوتا ہے - زمین کا نہیں ہے ——— عماد الملک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اگر شیطان پر نظر کرم ڈالیں تو وہ فرشتہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بن جائے۔ یہ گھوڑا فی الواقع بڑا خوب صورت ہے لیکن اس کا سر ایسے خوبصورت جسم پر بڑا بدنما معلوم ہوتا ہے یہ گھوڑے کا نہیں بلکہ گدھے کا سر معلوم ہوتا ہے۔

عماد الملک کی بات نے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ گھوڑا اس کی نظر سے گر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس گھوڑے کو فوراً واپس لے جاؤ اور اس کو اپنے مالک کے سپرد کر کے مجھے اس ظالمانہ فعل سے نجات دلاؤ۔

اللہ تعالیٰ گھوڑے کے سر پر گدھے کا سر نہیں لگاتا عماد الملک نے جو کچھ کہا وہ بادشاہ کو گھوڑے سے متنفر کرنے کا محض بہانہ تھا۔ یہ بہانہ اس نے نیک مقصد کے لئے کیا۔ اسی کو نیک انجام بہانہ کہتے ہیں۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ نیک اور بد میں تمیز کریں۔" (حکایات رومی صفحہ ۲۳۵)

چائے کے کپ میں اگر

مکھی پڑ جائے تو.....؟

- **جرمنی** یہاں کے لوگ مکھی نکال کر پھینک دیتے ہیں اور چائے پی لیتے ہیں۔
- **چین** چینی باشندے مکھی نکال کر کھا جاتے ہیں اور بعد میں چائے پی جاتے ہیں۔
- **انگریز** انگریز چائے گرا کر دوسرا چائے کا کپ منگوا کر پیتے ہیں۔
- **فرانس** فرانسیسی لوگ بیرے پر گرمی دکھائیں گے۔
- **ہسپانوی** یہ باشندے چائے کی قیمت ادا کریں گے اور پیئے بغیر اٹھ کر چلے جائیں گے۔
- **روس** روسی مکھی سمیت چائے پی جائیں گے۔
- **اطالوی** اطالوی چائے کا کپ اسی طرح چھوڑ کر چلے جائیں گے۔
- **امریکہ** امریکی مکھی والی چائے چھوڑ کر دوسرا کپ منگوائیں گے اور دونوں کپ کی قیمت ادا کریں گے۔
- **پاک و ہند** پاکستانی اور ہندوستانی لوگ مکھی نکال کر توکر پر خوب گرم ہوں گے۔ بعض ٹوٹے ہوئے دل سے چائے پی جائیں گے اور بعض گرا دیں گے۔

(شفقت مشتاق۔ ٹنڈو جام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲)
دو دوست

خلیل احمد قمر

ایک دن میں سکول سے گھر آرہا تھا۔ میرے ساتھ اور بھی بہت سے لڑکے تھے۔ آج ایک اجنبی لڑکا بھی ہمارے ساتھ تھا۔ ہم سب محلہ تک اکٹھے آئے اور محلہ میں آکر اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ اگلے دن سکول جاتے ہوئے ان صاحب سے پھر ملاقات ہوگئی پہلے خود اپنا تعارف کروایا ——— "میرا نام قمر ہے اور میں آٹھویں کا طالب علم ہوں اور آپ سے اگلی گلی میں رہتا ہوں ———"

اتنے میں ہم سکول پہنچ گئے اس طرح ہم اکٹھے سکول جاتے اور آتے دیکھے بلکہ سکول کے بعد اکٹھے کھیلتے رہے۔ میرے ساتھ بہت اچھے تعلقات ہوگئے۔ اب تو ہم نے ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا شروع کر دیا۔ اسی طرح کئی ماہ گزر گئے اور تعلقات مزید بڑھتے رہے۔

ایک دن ہمارے محلہ کی مسجد میں ایک جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ وہاں بہت سی تقاریر ہوئیں اور مقررین نے بہت داد وصول کی۔ ان تقاریر میں سیکھنے باتوں کی تلقین کے علاوہ اور سب کچھ تھا۔ خاص کر جماعت احمدیہ پر الزامات کی بھرمار تھی۔

اگلے دن میں سکول کے لئے گھر سے نکلا تو راستے میں طاہر ملا۔ اُس دن طاہر نے میرے سلام کا جواب دیا اور نہ ہی ہاتھ ملایا۔ میں بھی سمجھ چکا تھا کہ رات کی تقاریر کا اس پر کچھ زیادہ ہی اثر ہوا ہے

طاہر: "تم تو کافر ہو تم کس طرح السلام علیکم کہتے ہو؟"

قمر: "طاہر! آپ کو کیا ہو گیا ہے میں تو مسلمان ہوں بلکہ پکا مسلمان ہوں۔"

طاہر: "تمہاری مسلمانی میں نے رات بھر سنی ہے۔"

قمر: "بھئی بتاؤ تو سہی کہ تم نے کیا سنا ہے؟"

طاہر: "تم لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گالیاں دیتے ہو۔ تمہارا کلمہ اور ہے۔ تم خانہ کعبہ جاکر حج نہیں کرتے بلکہ ربوہ جاکر حج کرتے ہو۔ ربوہ میں جنت دوزخ بناتے ہوئے ہیں۔ تم لوگ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قمر: "نہیں اتنی سی بات سے تم ناراض ہو رہے ہو؟"

طاہرہ: "تو کیا یہ کم ہے؟"

قمر: "بھئی اس قسم کی باتوں کا تو ہم پچھلے نو سے سال سے جواب دیتے چلے آ رہے ہیں۔"

طاہرہ: "ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ اگر تمہارے جوابات درست ہوتے یا تمہارے جوابات میں صداقت ہوتی تو دنیا کبھی کی احمدیت پر ایمان لے آئی ہوتی"

قمر: "لیکن جب دنیا حقائق اور نشانات دیکھ کر اور خواہ مخواہ جواب ملنے پر بھی ہٹ دھرمی سے کام لے تو؟"

طاہرہ: "ایسا تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ صداقت صداقت ہے۔ حقائق سے کون منہ موڑ سکتا ہے؟"

قمر: "ابھی جو آپ نے کہا ہے دنیا کبھی کی احمدیت پر ایمان لے آئی ہوتی۔ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے انبیاءؑ جب دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو ان پر ابتداء میں تھوڑے اور غریب لوگ ہی ایمان لاتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اِدھر کسی نبیؑ نے دعویٰ کیا اور اِدھر دنیا نے اُسے قبول کر لیا۔ آپ دیر کیوں جاتے ہیں اس وقت دنیا کی آبادی چار ارب ہے اور مسلمان صرف سوا کروڑ ہیں حالانکہ اسلام کے ظہور کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ کیا اس نبیؐ کے ماننے والے ان میں کم ہو رہے ہیں یا زیادہ؟ اس بات کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ پچھلے سالوں کے حالات کے باوجود جماعت احمدیہ کی تعداد میں اضافہ ہی ہوا ہے کمی نہیں ہوئی۔"

طاہرہ: "آپ کی یہ بات درست ہے۔"

قمر: "ابھی تو میں نے ایک معمولی سی بات کا جواب دیا ہے تو آپ نے فوراً حامی بھر لی ہے۔ آئندہ خوب غور کرنے کے بعد کسی بات کے درست ہونے کا فیصلہ کرنا۔ اب تو ہم سکول پہنچ گئے ہیں۔ اگر واپسی پر آپ کے پاس وقت ہوا تو پھر آپ کے اعتراض دور کرنے کی کوشش کروں گا۔"

طاہرہ: "اچھا تو سکول سے واپس آ کر کھانا کھانے کے بعد سیر کو چلیں گے تو باتیں ہوں گی۔"

قمر: "بہت اچھا طاہر! خدا حافظ! اسمبلی شروع ہونے والی ہے۔"

دوسری ملاقات

طاہرہ: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قمر بھائی! ابھی تک آپ نے کھانا ہی نہیں کھایا؟"

قمر: "میں تو کبھی کا کھا چکا ہوں صرف آپ کا ہی منتظر تھا۔"

طاہرہ: "چلو پھر سیر کو چلیں اور باتیں کریں!"

قمر: "چلو میں کوئی بھاگا تو نہیں جا رہا ہوں۔ میں تو آپ جناب کا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

طاہرہ: (قمر کو پکڑ کے دروازے کی طرف جاتی ہے) "قمر بھائی کیا آپ جواب دینے کیلئے تیار ہیں؟"

قمر: "جی ہم نے کونسی کتابیں ساتھ لے جانی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدھی سادھی باتیں ہیں۔ ایسی باتیں تو ہمیں بچپن میں یاد کروادی جاتی ہیں۔"

طاہرہ: "میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتے۔ اور انہیں گالیاں دیتے ہیں۔"

قمرہ: "یہ اعتراض تو بہت پرانا ہے۔ آپ نے ہماری مسجد سے اذان کی آواز اکثر سنی ہوگی کہ مؤذن کہتا ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ (یعنی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانتے تو اذان میں مؤذن یہ الفاظ نہ کہتا۔ اس کے علاوہ حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کی اکثر کتب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سے بھرپور ہیں۔ چند اشعار سناتا ہوں:۔ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر ایک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

ہر طرف کفر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشان دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
مصطفےٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے"

طاہرہ: "ان اشعار سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت تعریف کی ہے اور ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ماننے اور گالیاں دینے کا الزام بالکل غلط ہے۔"

قمرہ: "ظاہر ہے جب آپ احمدیوں سے ملیں گے ان کے عقائد سنیں گے ان کے عمل دیکھیں گے تو آپ کو سب معلوم ہو جائے گا کہ احمدی کس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق رکھتے ہیں۔"

طاہرہ: "تمہارا کلمہ کیا ہے؟"

قمرہ: "بھائی یہ بھی ایک بے بنیاد الزام ہے کہ ہمارا کلمہ کوئی اور ہے۔ آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی نبی اور امت کو کلمہ نہیں ملا صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت محمدیہ کو کلمہ طیبہ عطا فرمایا گیا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ آپ کو یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہوگا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر عشق تھا۔ بلکہ آپ سنتا یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عشقِ رسولؐ میں ڈوبے ہوئے تھے تو یہ کلمہ
بنانے کا جواز کیا حیثیت رکھتا ہے۔ نئے
کلمہ کی اس وقت ضرورت ہوتی جبکہ احمدی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانتے
مگر یہاں تو ایسی کوئی صورت نہیں۔"

طاہرہ: "ہاں بھئی مجھے یقین آگیا کہ آپ کا کلمہ وہی ہے جو ہمارا ہے اب اگلے سوال کا جواب دو کہ آپ لوگ حج کہاں کرتے ہیں؟"

ثمرہ: "ہمارا قبلہ وہی ہے جو آپ کا ہے آپ کی مسجد کا رُخ بھی خانہ کعبہ کی طرف ہے اور ہماری مسجد کا بھی اسی طرف ہے۔ اگر ہم حج ربوہ جا کر کرتے تو ہمارا قبلہ بھی ربوہ کی طرف ہوتا۔ مگر ہمارا قبلہ تو خانہ کعبہ کی طرف ہے اس سے اعتراض کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ اخباروں میں آیا تھا کہ احمدیوں کے حج پر جانے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اگر احمدی حج ربوہ جا کر کرتے ہیں تو یہ پابندی کیسی؟"

طاہرہ: "آپ کی بات واقعی ٹھیک ہے۔ اگر احمدی ربوہ جا کر حج کرتے ہیں تو ان پر یہ پابندی کیوں؟"

ثمرہ: "اور یہی حال دوزخ اور جنت والے اعتراض کا ہے۔ ربوہ میں دو قبرستان ہیں۔ ایک تو عام قبرستان ہے وہ یا تو آپ کے قبرستانوں کی طرح ہے جسے آپ لوگ دوزخ کہتے ہیں۔ دوسرا خاص قبرستان ہے جسے "بہشتی مقبرہ" کہا جاتا ہے اس میں صرف ایسے لوگ دفن ہوتے ہیں جو پابندِ صوم و صلوٰۃ۔ لین دین کے صاف و بیدار۔ نیک مختصر یہ کہ حقوق اللہ۔ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں اور ساتھ ہی اشاعتِ اسلام کے لئے اپنی آمدنی اور جائیداد کا ایک حصہ بطور چندہ ادا کریں۔"

طاہرہ: "ایسے لوگ تو واقعی جنتی ہوں گے۔ جو ساری نمازیں پڑھیں اور سارے نیک کام کریں۔ اگر ایسے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے تو کون لوگ جنت میں جائیں گے؟"

ثمرہ: "یہ سوال مجھ سے کیوں کرتے ہو اپنے مولوی صاحب سے کرنا!"

طاہرہ: "اچھا اب آپ ذرا جلدی سے ختمِ نبوت کے مسئلہ کا جواب دیں۔ کافی دیر ہو گئی ہے اور واپس گھر جانا ہے۔"

ثمرہ: "اچھا تو اب واپس چلتے ہیں۔ راستہ میں آپ کا یہ اعتراض بھی دور کر دیتا ہوں۔ ہمارے بارے میں یہ مشہور ہے کہ احمدی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے حالانکہ خاتم النبیین کے یہ خود قائل نہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور ان کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ نازل ہوں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وآلہ وسلم خاتم النبیین نہیں رہتے۔ اسی طرح تو حضرت عیسیٰؑ آخری نبی ہو جائیں گے نہ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم!"

طاہرہ: "آپ کی اس بات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ نے آنا ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ خاتم النبیین بن جاتے ہیں ——— لیکن آپ بھی تو مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں تو پھر آپ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔؟"

قمرہ: "بات تو سیدھی سی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کے آنے کی بشارت دی تھی اور اس کو نبی اللہ فرمایا۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح خاتم النبیین مانتے ہیں کہ آپ تمام نبیوں کے سردار ہیں اور تمام انبیاء کو نبوت آپؐ سے ملی ہے۔ آپؐ نے اتنا درجہ اور کمال حاصل کیا ہے اور آپ اس قدر خدا تعالیٰ کے قریب ہو گئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا آپؐ پر رنگ چڑھ گیا۔ ایسا مقام کسی اور نبی کو نہیں ملا اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ہے جس کی وجہ سے آپؐ خاتم النبیین کے خطاب سے نوازے گئے۔ اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنی امت میں آنے والے مسیح اور مہدیؑ کو نبی کہا ہو تو بتاؤ ہم اسے نبی نہ کہیں تو کیا کہیں؟ آپ ہمارے مرزا صاحبؑ کی کتابیں پڑھ کے دیکھ لیں آپؑ نے کسی جگہ بھی نئی شریعت لانے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اپنے آپ کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح اور مہدیؑ کو نبی اور اپنا متبع کہا ہے۔ لہٰذا حضرت مرزا صاحبؑ بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے عین مطابق امتی نبی کہتے ہیں۔"

طاہرہ: "آپ کے تمام جوابات میں نے بڑے غور سے سنے ہیں اور جہاں تک میری عقل اور دماغ کام کرتے ہیں۔ میں نے آپ کے جوابات درست پائے ہیں۔"

قمرہ: "طاہر بھائی آپ نے درست فرمایا تھا کہ حقائق سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ سوائے ہٹ دھرمی کے۔"

طاہرہ: "اچھا بھئی۔ اب میں گھر چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہوگی۔ امی اور ابو میرا انتظار کر رہے ہونگے۔ خدا حافظ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!"

قمرہ: "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ——— خدا حافظ!"

○

اپنے دوستوں کیلئے تشحیذ الاذہان کی خریداری قبول کیجئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جھوٹی قسمیں ہیں اِک گناہِ عظیم

جناب مولانا محمد صدیق امرتسری۔ (سوچ)

بچو! جھوٹی قسم نہ کھاؤ کبھی
بے سبب مت حلف اُٹھاؤ کبھی

جھوٹی قسمیں ہیں اِک گناہِ عظیم
اِس کے نزدیک بھی نہ جاؤ کبھی

بات جو بھی کرو — کرو سچی
جھوٹ اِس میں نہ تم ملاؤ کبھی

ہو ہی جائے اگر خطا کوئی
جھوٹ سے اُس کو مت چھپاؤ کبھی

صدقِ دل سے کرو خطا تسلیم
نہ بہانہ کوئی بناؤ کبھی

جھوٹی باتیں نہیں خدا کو پسند
نہ سنو اور نہ خود سناؤ کبھی

گالیاں سُن کے تم دعائیں دو!
کوئی گالی نہ لب پہ لاؤ کبھی

کچھ بھی ہو عمر بھر مرے پیارو
دِل کسی کا نہ تم دکھاؤ کبھی

جو بھلائی کرے کوئی تم سے
اُس کا اِحسان نہ بھلاؤ کبھی

ہیں مگر جن کی عادتیں ہی بُری
اُن کے نزدیک بھی نہ جاؤ کبھی،

گھر سے ہر روز جاؤ سیدھے سکول
وقت رستے میں مت گنواؤ کبھی

علم سیکھو ہمیشہ محنت سے
علم سے تم نہ جی چُراؤ کبھی

اپنے اُستاد کی کرو عزت
اُس کے احسان مت بھلاؤ کبھی

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احترامِ مادر اور نپولین

جناب بشیر احمد خان ایم اے ربوہ

آج ہم تشحیذ کے قارئین کو تاریخ یورپ کے ایک عظیم انسان کے کردار کی کچھ جھلکیاں دکھاتے ہیں تا انہیں یہ علم ہو سکے کہ عظمت کی بلندیوں تک پہنچنے میں کونسا زینہ چڑھنا پڑتا ہے

یہ تذکرہ بحرِ روم کے ایک گمنام جزیرے سے کورسیکا سے شروع ہو کر بحرِ اوقیانوس کے مردِ آزاد جزیرہ سینٹ ہلینا پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ہمارا اشارہ نپولین اعظم کی طرف ہے

۱۵ اگست ۱۷۶۹ء کو کورسیکا کے ایک معزز گھرانے میں نپولین پیدا ہوا۔ فرانس کے نہایت ہی ہنگامہ خیز دور میں پروان چڑھا اور ایک تند و تیز طوفان کی طرح زندگی کے میدان سے نکل کر ۵ رمئی ۱۸۲۱ء کو جلا وطنی کے عالم میں سینٹ ہلینا میں انتقال کر گیا۔ اور آج ان دو جزیروں کا نام یورپ کی تاریخوں میں اس لئے احترام سے لیا جاتا ہے کہ یہاں اس تاریخ ساز ہستی نے زندگی کے چند من و سال بسر کئے تھے۔

یوں تو اس عظیم شہنشاہ کے کردار و عمل کے بے شمار پہلو ہیں اور ہر پہلو پر بے شمار کتب لکھی جا چکی ہیں مگر یہاں ہم آپ کو صرف یہ بتائیں گے کہ ماں کا احترام اس کے نزدیک کس قدر اہمیت رکھتا تھا۔

جس دن شہنشاہ نے عصائے حکومت اپنے ہاتھ میں لیا اور دربار کی رسوم ادا ہو چکیں تو شہنشاہ قصرِ شاہی میں امراء کی بیگمات اور خاندان کی دیگر خواتین سے ملنے کے لئے شاہی باغ میں داخل ہوا سب سے پہلے ملکہ جوزفائن نے شہنشاہ کے سامنے دو زانو ہو کر اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیا۔ اور پھر دوسری خواتین حسبِ مراتب آداب و کورنش بجا لاتی رہیں۔ یہاں تک کہ شہنشاہ اپنی والدہ کے سامنے پہنچا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا کہ ماں اس کے ہاتھ پر بوسہ دے مگر اس پُر وقار عورت نے شہنشاہ کا ہاتھ جھک کر پرے کر دیا اور جواباً اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔ "میرے بچے! یوں کبھی نہ ہوگا بلکہ تم اس ہاتھ کو بوسہ دو جس ہاتھ والی نے تمہیں جنم دیا ہے۔ شہنشاہ فوراً دو زانو ہو گیا اور نہایت ادب سے تمام حاضرین کی موجودگی میں ماں کے ہاتھوں پر نہایت محبت سے بوسہ دیا۔

فرانس اور انگلستان کے درمیان اعلانِ جنگ ہو چکا تھا۔ جرمنی کے باشندے ایک دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ملک میں قیدی بنا لئے گئے تھے۔ فرانس کے ساحل
رود بار پر شہنشاہ نپولین انگلستان پر حملے کی تیاریوں
میں مصروف تھے کہ دسمبر کی ایک سرد اور یخ بستہ
صبح کے وقت ایک انگریز نوجوان ملاح رود بار کے
منجمد پانی میں کود گیا اور انگلستان کی طرف تیرنے لگا
مگر یہ ایک مجنونانہ کوشش تھی۔ فرانس کی بحری
پولیس نے اسے فوراً گرفتار کر لیا۔ یہ ماجرا ایک ٹیلے
سے شہنشاہ نپولین خود دیکھ رہے تھے۔ حکم ہوا
کہ قیدی پیش کیا جائے۔ جب اُسے لایا گیا۔ تو
دیکھا ایک بیس سالہ نوجوان ہے۔ شہنشاہ نے کہا
کہ نوجوان آدمی اس مجنونانہ حرکت سے تم کیا حاصل
کرنا چاہتے تھے۔ بفرضِ محال اگر تم ہماری سجریہ کی
آنکھوں میں دھول ڈال کر نکل بھی جاتے تو کیا اس
یخ بستہ پانی پر بیس میل جانا خودکشی والی بات
نہ تھی۔ تم نے یہ قدم کس لئے اٹھایا ہے؟ نوجوان
نے جواب دیا۔ "جنابِ عالی! وطن میں میری ضعیف
اور بیوہ ماں جس کا میں واحد سہارا ہوں۔ میری
متفکر ہے۔ رات قید خانے میں ماں کے خیال نے
مجھے ایسا بے چین کر دیا کہ میں نے نتائج کی پرواہ
کئے بغیر بھاگ نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ مگر افسوس
کہ قسمت یاور نہ ہوئی اور آپ کے سپاہیوں نے
پکڑ لیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہ بیس میل پانی یخ بستہ
ہے اور مجھ سے پار نہ ہو سکے گا۔ آپ ایک سفینہ
مجھے رہائی عطا کر دیں اور پھر دیکھیں کہ ماں کی محبت
مجھے کیسے یہ سمندر پانی پار کرواتی ہے۔" شہنشاہ یہ
سُن کر دم بخود رہ گیا اور کہا۔ "یقیناً وہ ماں نہایت
قابلِ احترام ہے جس نے تم ایسا بیٹا جنم دیا ہے۔"
پھر اس نے جیب سے ۵۰۰ اشرفیاں نکال کر
دیتے ہوئے کہا۔ "جاؤ اور اپنی ماں سے میرا بھی
سلام کہنا۔" پھر حکم دیا کہ سفید جھنڈوں سے آراستہ
کشتی پر لڑکا بٹھا کر لے جاؤ اور نزدیک ترین
برطانوی جہاز سے رابطہ قائم کر کے ان کے سپرد
کر دو۔ چنانچہ شہنشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور یوں
جبکہ ایک طرف انگلستان پر زبردست حملے کی
تیاری ہے تو دوسری جانب ایک بیٹے اور ماں کے
جذبات کا احترام ہو رہا تھا اور یوں دو دشمن
ملک کی رعایا کے دل پر قبضہ کر لیا کرتا تھا۔

عہدِ صبا و طفلی کے دوران وہ اپنی نوجوانی
کا ایک واقعہ خود یوں بیان کرتا ہے کہ ایک
مرتبہ انقلابِ فرانس کے ایام میں جبکہ میں قید سے
رہا ہوا تو مجھے والدہ کا سکورسیکا سے خط ملا کہ گھریلو
حالات ناگفتہ بہ ہو چکے ہیں۔ روپے کا فوری
بندوبست کرو۔ میں نے ہر جگہ ملازمت اور
مزدوری کی کوشش کی۔ مگر سب بے سود۔ اس
اثناء میں والدہ کا پریشانی کا دوسرا خط آ گیا۔ اب
میری پریشانی انتہا کو جا پہنچی اور اس مایوسی کی
حالت میں میں شہر سے باہر دریا کے کنارے کھڑا
زندگی ختم کر دینے کے متعلق سوچ رہا تھا کہ سامنے
سے ہمارے گھرانے کا ایک دیرینہ واقف کار آتا
نظر آیا۔ چونکہ مدت کے بعد ملا تھا وہ دوڑ کر مجھ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بغلگیر ہوا اور نہایت گرمجوشی سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے بغور میری آنکھوں کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "کیا بات ہے۔ کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی نہیں ہوئی۔ اور تمہاری شکل سے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جان لینے پر آمادہ ہو؟" میں نے جواب دیا۔ "معاملہ ہی کچھ ایسا ہے" اور پھر اسے پورا معاملہ سنا دیا۔ اس نے فوراً جیب سے ۵ ہزار نوٹ نکالے اور میری طرف بڑھاتے ہوئے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ میں نے وہ روپے جھپٹ لئے اور سرپٹ بھاگ نکلا اور جا کر ڈاک کے ذریعہ فوراً ماں کو روانہ کر دیئے تب کہیں مجھے سکون ہوا اور اب جو میں نے اپنی اس مجنونانہ حرکت پر سوچا تو بے حد خجالت ہوئی اور اس شخص سے معذرت کرنے کے لئے پھر دریا پر پہنچا مگر وہ شخص جا چکا تھا۔ اس کے بعد میرے حالات نے پلٹا کھایا اور میں ترقی کرتا ہوا فرانس کے تاج و تخت کا مالک بھی ہو گیا۔ تب میں نے اس شخص کی بہت تلاش کروائی۔ حتیٰ کہ سلطنت کے زوال کے دن آ پہنچے کہ ایک روز اتفاقاً وہ شخص مل گیا۔ اس کے حالات بگڑ چکے تھے اور وہ اب بہت پریشان تھا۔ میں نے اسے فوراً پچاس ہزار فرانک دیئے اور شاہی باغات کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا اور یوں ایک مدت کے بعد میرے ذہن سے یہ بوجھ اترا۔

پیرس کے ایک زنانہ سکول کے افتتاح کے موقعہ پر شہنشاہ نے جو تقریر کی اس میں اس نے یہی بات کہی کہ فرانس کی اشد ترین ضرورت یہ ہے کہ ہر گھرانے کی مالکہ بہترین ماں ثابت ہو۔ چنانچہ اس سکول کا اولین فرض یہ ہے کہ تعلیم دیتے وقت لڑکی کے متعلق ہر دم یہ خیال پیش نظر رہے کہ ادارے نے اسے بہترین ماں بننے کی تربیت دینی ہے۔ اگر ایسا ہوگا تو فرانسیسی نسل کی تربیت میں معاشرے اور حکومت کو آسانی ہو جائے گی۔۔

شمالی افریقہ کے ایک شہر الیزبتھ ویٹ میں ایک شخص سائمن رہتا ہے اس نے ایک بڑا بندر پال رکھا ہے جس کا نام "جیک" رکھا ہوا ہے۔ سائمن ایک ریلوے اسٹیشن پر سگنل مین ہے وہ جب گھر سے ڈیوٹی پر جاتا ہے تو مکان کو تالا لگا کر چابی جیک کی جیب میں ڈال دیتا ہے۔ وہ تمام دن اس کے ساتھ رہتا ہے اور گاڑی آنے پر سگنل ڈاؤن کر دیتا ہے۔

جب سائمن صبح گھر سے ڈیوٹی پر جاتا ہے تو یہ بندر پہلے صبح ہی اس کے پاخانے کو پانی دیتا ہے اور بعض اوقات جب کبھی اس میں کھاد وغیرہ ڈالنی ہو تو اس کی مدد کرتا ہے۔

(پرویز احمد خان ۳۳ ج ب۔ لائلپور)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان کی یادیں

میاں خدا بخش صاحب

جناب عبداللہ شاکر

دنیا تو سبھی کماتے ہیں اور سب سے بہتر حلال کی کمائی ہوتی ہے اور یہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے ایسے لوگوں میں سے ایک میاں خدا بخش بھی تھے قادیان کے قریبی گاؤں تعل والہ کے رہنے والے تھے سعادت ازل سے احمدیت نصیب ہوئی اور قادیان میں محنت مزدوری کر کے گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ سوائے اس کے کہ کام پر ہوں ان کا اکثر وقت مساجد میں ذکر الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔ بیوی کوئی نہ تھی۔ اس لئے "تارک الیال" تھے۔ نماز عشاء کے بعد کثرت سے نوافل ادا کرتے تھے پھر وہیں سو جاتے اور تہجد کے وقت پھر نفل ادا کرتے۔ فجر کی نماز کے بعد وہیں تلاوت میں مصروف ہو جاتے اور اشراق کی نماز کبھی قضا نہ کرتے۔ بہت کم گو انسان تھے۔ میں نے ان کو اور حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز اشراق پڑھتے دیکھا ہے۔ مشکل سے ہی ختم ہوا کرتی تھی۔

۱۹۲۸ء میں جب قادیان میں ریل آئی تو انہوں نے رزق حلال حاصل کرنے کے لئے قلیوں میں نام درج کر کے لائسنس لے لیا قلیوں کے لئے ایک یونیفارم مقرر ہوتی ہے یعنی سرخ قمیص۔ ایک دن وہ قمیص پہنے بازار سے گزر رہے تھے ایک ظریف نے پوچھا۔ "یہ سرخ قمیص کہاں سے لی ہے؟" یہ خاموش رہے مگر اس نے پیچھا نہ چھوڑا جب ادھر سے گزرتے وہ یہی سوال کر دیتا۔ جب بہت دق کیا تو یہ بولے کہ "جاؤ دفع ہو جاؤ!" ان لوگوں کو مشغلہ ہاتھ آ گیا۔ کسی نے کہہ دیا۔ قمیص پہن کر یہ معلوم ہوتے ہو جیسے پکا ہوا لال کریلہ۔ دوسرے نے کہا کریلہ پھر نیم چڑھا۔ تیسرے نے کہہ دیا۔ یار کریلا کہاں ہے یہ تو بھنڈی ہے۔ چوتھے نے کہا اس کو استاد بھنڈی کہا کرو۔

کافی عرصہ تک بیچارے خدا بخش نے صبر کیا مگر بازار کے شرارتی لونڈے کہاں باز رہتے۔ "استاد بھنڈی۔ لال کریلہ" ہر طرف سے نعرے لگنے لگے۔

رفتہ رفتہ یہ بات سکول کے بچوں میں بھی پھیل گئی۔ اب سب چھیڑنے لگے۔ یہ بھی آخر انسان تھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھبرا کر کسی کو ہاتھ مار دیتے کسی کو گالی دیتے۔ وہ اور تنگ کرتے۔ کوئی کپڑا کھینچ لیتا۔

جس روز کوئی بچہ نہ چھیڑتا تو خود بخود کہنے لگتے۔ "آج پتہ نہیں کہاں مر گئے مارے!" پھر کوئی بچہ دیکھ لیتا تو وہی نعرہ لگا کر بھاگ جاتا اور یہ سلسلہ جاری رہتا۔

خود میرے بچوں نے ان کو ایک دن گھیر لیا تو میرے پاس دفتر میں شکایت کی۔ میرے منع کرنے کے بعد انہوں نے کبھی نہ چھیڑا۔ اب ان کا اصل نام بہت کم لوگوں کو یاد تھا۔ استاد کے نام سے سبھی جانتے تھے۔

میاں خدا بخش صاحب محنتِ شاقہ کے عادی تھے ایک دفعہ ایک خاصی بھاری الماری اٹھا رہے تھے کسی نے پوچھا۔ "اٹھا لو گے؟" کہنے لگے کہ اگر دو آدمی ایک دفعہ میرے سر پر رکھ دیں تو پھر انشاء اللہ لے ہی جاؤں گا۔ یعنی مشقت اور محنت سے عار نہ تھا۔

تقسیم ملک کے بعد یہ درویش بن کر قادیان میں دربار پر دھونی رمائے بیٹھے رہے۔ نہایت نیک شریف۔ بھلے مانس۔ محنتی اور قانع آدمی تھے۔ وفات پر ان کا تقریباً ۲½ ہزار روپیہ ثابت ہوا جو حج بیت اللہ کی نیت سے رکھا ہوا تھا مگر قضا و قدر کو منظور نہ تھا کچھ دن بیمار رہ کر فوت ہو گئے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں آرام کر رہے ہیں۔

انہی دنوں قادیان میں بہشتی مقبرہ کے ارد گرد حفاظتی دیوار بنوانے کا مسئلہ درپیش تھا لہٰذا امیر صاحب قادیان نے فیصلہ کیا کہ میاں خدا بخش صاحب کی رقم سے یہ دیوار بنوائی جائے جو اُن کی طرف سے صدقہ جاریہ شمار ہوگا۔

ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ نادار مگر محنتی آدمی نے کسبِ حلال سے جو روپیہ کمایا خدا نے اس کا مصرف کیسا عمدہ رکھا۔ ؎

اس طرح جی کہ بعد مرنے کے
یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے

گوردآس حلوائی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء کو رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" تحریر فرمایا جس میں قادیان کے ارد گرد ہندوؤں کو مخاطب کیا ہے جو صدہا نشانات دیکھ چکے تھے اور پھر بھی حضرت کے نہ صرف مکذب رہے بلکہ ہر طریق سے ایذا دیتے رہے۔ ایسے لوگوں میں سرِ فہرست قادیان کے مشہور مہاجن لالہ بڈھا مل تھے جنہوں نے ۱۹۰۰ء میں سرکار میں رپورٹ کر دی تھی کہ مسجد اقصیٰ میں منارۃ المسیح نہیں بننا چاہیئے کیونکہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی جب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے تحصیل دار بٹالہ کو جو خود ہندو تھا موقعہ دیکھ کر رپورٹ کرنے کے لئے قادیان بھیجا تو اس کے روبرو باتیں کرتے ہوئے حضرتؑ نے فرمایا۔ "یہ بڈھا مل بیٹھا ہے آپ اس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقعہ ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کمی کی ہو اور پھر اسی سے پوچھیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اسی کو موقعہ ملا ہو اور اس نے مجھے تکلیف دینے میں کمر چھوڑی ہو۔ تو بڈھا کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا۔ وہ ایک لفظ بھی نہ بول سکا اور سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا تھا۔

(مجدد اعظم جلد اول ص ۶۹۱)

آخر کار حضرت نے ۱۹۰۳ء میں منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی۔ قادیان میں بعض ہندو گھرانے بستے تھے جن سے حضرت کے بڑے اچھے تعلقات تھے ان میں سے لالہ ملاوامل صاحب۔ لالہ شرم پت صاحب۔ سیٹھ کنہیا لعل صاحب اور پنڈت رام لعل صاحب بڑے اچھے لوگ تھے یہ سب حضرت اقدس کی عزت کرتے تھے اور ان کے دکھ سکھ میں شریک ہوا کرتے تھے ایسے ہی لوگوں میں سے ایک گورداس مل حلوائی بھی تھا جو اپنے آپ کو احمدی بھی کہا کرتا تھا کیونکہ وہ حضرت صاحب کا بہت ادب کیا کرتا تھا۔

گورداس مل ۶½ فٹ لمبا۔ بڑا ہی خوب صورت نوجوان تھا۔ ناک نقشہ بھی بہت اچھا تھا۔ اس کی ماں بھی بہت بلند قامت اور صحت ور عورت تھی۔ اکثر وہ حضرت اقدس کے گھروں میں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ یہ شخص فوجی پنشنر بھی تھا۔ ایک دفعہ قادیان میں پھرتی کرنے والا ایک انگریز افسر حضرت میاں شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا تو گورداس مل حلوائی بھی فوجی وردی پہن کر اس سے ملا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس کے سینے پر تین تمغے لگے ہوئے تھے جن میں سے ایک ۱۹۰۵ء کی تبت کی مہم کا تھا۔ گورداس مل ہمیشہ احمدی نمازوں کو مسجد میں جا کر ادا کیا کرتا تھا۔ کبھی کسی مخالف سوسائٹی میں شریک نہ ہوتا تھا۔

ایک دفعہ گورداس مل عید کے دن عمدہ قسم کا قند لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا۔ حضور کے سامنے جاتے ہی کہا "حضرت جی۔ گورداس احمدی حلوائی آگیا ہے" حضور نے اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اس کا تحفہ قبول کیا اور انعام دے کر روانہ کیا تھا یہ واقعہ اس نے خود بازار میں سنایا تھا۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر تعلیم کے وظائف سے ۱/- روپیہ ماہوار اس کی والدہ کے لئے مقرر کئے ہوئے تھے اور مجھے ہدایت تھی کہ اس عورت کا وظیفہ ہر ماہ اس کے گھر جا کر خود ادا کیا کروں ایک دفعہ بیچاری بڑی مشکل سے دفتر کی سیڑھیاں چڑھ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اغلباً گورداس کی خوشدگی پر اس کی پنشن کا کچھ معاملہ تھا۔ میاں صاحب نے اسے تسلی دی تھی کہ جو تکلیف ہوا کرے ان سے کہہ دیا کرے۔

میرے چچا محترم چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی نے مجھے بتایا ہے کہ جب وہ ۱۹۰۷ء میں قادیان میں ساتویں جماعت میں آکر داخل ہوئے تھے تو رمضان میں سحری کے وقت گورداس مل دہی کے کنڈے لے کر آیا کرتا تھا اور آواز لگایا کرتا تھا ——— "دہی کے لچھے" ———

دہی بہت اچھا ہوتا تھا۔ لوگ بڑے شوق سے خریدا کرتے تھے۔

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

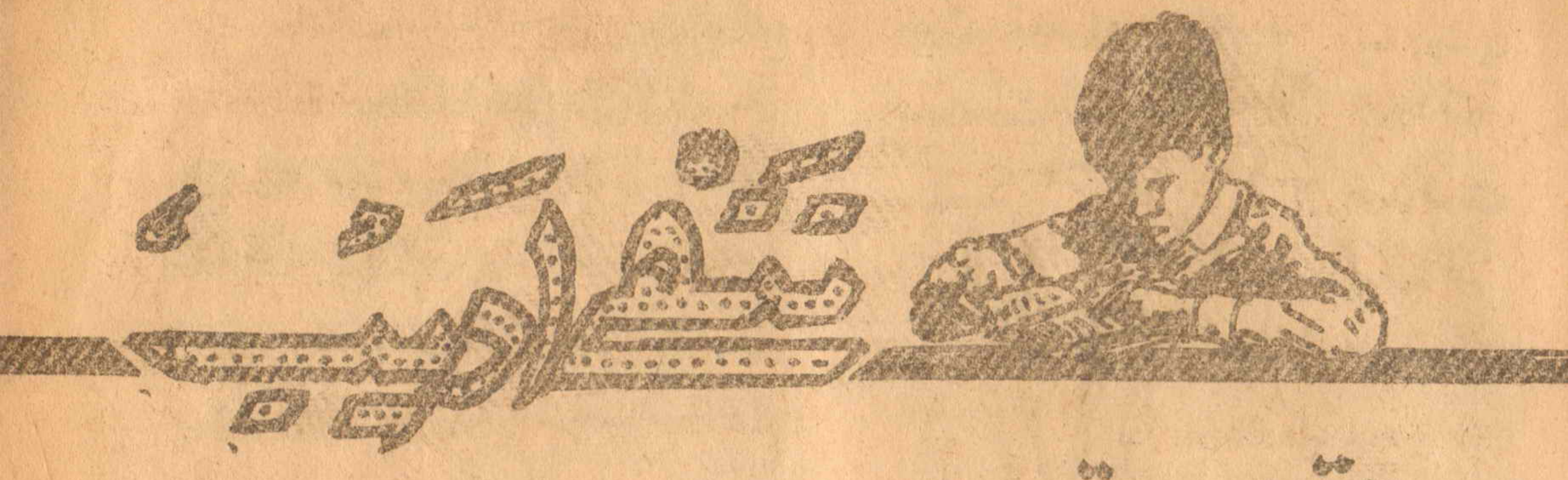

عقلمند یا بیوقوف؟

ملک فارس میں ایک بادشاہ رہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو بہت عقلمند سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے

یہ اعلان کروایا کہ جو شخص اُس کے تین سوالوں کا جواب دے گا اسے انعام سے مالا مال کر دیا جائے گا اور جو درست جواب نہ دے سکے گا اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ اور ساتھ ہی یہ شرط بھی تھی کہ سوالی و جواب اشاروں میں ہوں گے منہ سے کچھ نہیں بولنا ہوگا۔ بہت سے لوگ دولت کے لالچ میں آئے مگر اپنا جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی ملک میں ایک غریب لکڑہارا رہا کرتا تھا اس نے کہا مرنا تو ہے ہی ایک دن چلو قسمت آزمانے ہیں۔ چنانچہ وہ بادشاہ کے دربار میں پہنچا اور کہا کہ میں تینوں سوالوں کا جواب دوں گا۔

سب درباری بیٹھے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے لکڑہارے کو اپنے سامنے کچھ فاصلے پر ایک کرسی پر بٹھا دیا اور پہلے سوال کا اشارہ ایک انگلی کھڑی کر کے کیا۔ لکڑہارے نے جواب میں دو انگلیاں کھڑی کر دیں بادشاہ نے دوسرے سوال کا اشارہ پنجہ دکھا کر کیا۔ تو لکڑہارے نے جواب میں مکہ لہرایا۔ بادشاہ نے آخری سوال اپنی جیب سے انڈا نکال کر کیا اور لکڑہارے نے اس کا جواب جیب سے پیاز نکال کر دیا۔

بادشاہ تینوں سوالوں کے درست جواب پا کر بہت خوش ہوا اور اس نے وعدہ کے مطابق لکڑہارے کو بہت سا انعام دیا۔

جب لکڑہارا انعام لے کر رخصت ہوا تو درباریوں نے بادشاہ سے پوچھا کہ "وہ سوال کیا تھے اور لکڑہارے نے کیا جواب دیئے؟"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بادشاہ نے کہا کہ میرا پہلا سوال تھا کہ خدا ایک ہے۔ مگر لکڑہارے نے دو انگلیاں کھڑی کر کے کہا۔ کہ نہیں اس کا رسولؐ بھی ساتھ ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ دنیا میں پانچ تن ہیں۔ تو لکڑہارے نے مٹھی دکھائی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہیں تو پانچ تن مگر ایک مٹھی کی طرح مشترک ہیں۔ میرا تیسرا سوال تھا کہ زمین بیضوی ہے؟ مگر لکڑہارے نے جواب میں پیاز دکھایا — کہ نہیں زمین گول ہے"

پھر یہی لوگ لکڑہارے کے پاس نیچے اور اس سے پوچھا کہ "بادشاہ نے کیا سوال کئے تھے اور تم نے کیا جواب دیئے؟"

لکڑہارے نے کہا۔ "بادشاہ نے ایک انگلی کھڑی کر کے کہا کہ ایک لگاؤں گا۔ میں نے دو انگلیاں کھڑی کر دیں کہ میں دو لگاؤں گا۔ پھر اس نے پنجہ دکھایا اور جواب میں میں نے مکہ لہرایا کہ یہ ماروں گا۔ پھر اس نے انڈا نکال کر کہا کہ یہ ماروں گا جواب میں میں نے پیاز نکال کر کہا کہ میں یہ ماروں گا۔" دونوں نے اپنی اپنی جگہ عقلمندی سے کام لیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ہی بے وقوف تھے۔

(فوقت رشید۔ لاہور)

لالچ بری بلا ہے

آج سے کئی برس پہلے کی بات ہے کہ ملک ایران میں ایک راجہ رہتا تھا۔ ایک دن وہ شکار کھیلنے گیا تو اس کی نظر خوب صورت ہرن پر

پڑی۔ اتنا خوب صورت ہرن دیکھ کر راجہ بہت خوش ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ یہ ہرن ضرور پکڑے گا۔ لہٰذا راجہ نے اپنا گھوڑا ہرن کے پیچھے لگا دیا لیکن ہرن دور جنگل میں گھس گیا۔ اب راجہ نے جو گھوڑا روکا۔ تو اسے سخت پیاس لگی ہوئی تھی اس کے ساتھی بھی

اس سے کہیں دور رہ گئے تھے۔ راجہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اتنے میں ایک کچھوہ آیا اور راجہ سے کہنے لگا۔ "مجھے سخت پیاس لگی ہے مجھے دریا تک لے چلو۔ میں تمہیں ایک قیمتی موتی دوں گا۔"

راجہ نے کچھوے کو گھوڑے پر بٹھا لیا اور دریا پر لے آیا۔ کچھوے نے دریا میں غوطہ لگایا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے منہ میں ایک بہت ہی قیمتی موتی تھا۔ اس نے راجہ سے کہا کہ اس موتی جیسا دنیا میں اور کوئی موتی نہیں ہے" راجہ نے موتی لیا اور گھر واپس لوٹ آیا۔ اس نے رانی کو موتی دیا تو وہ بہت خوش ہوئی۔ اس نے وہ موتی اپنے ہار میں لگوا لیا۔ ایک دن رانی اپنی کسی سہیلی کی سالگرہ پر گئی تو اس کی سہیلیاں اتنا قیمتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موتی دیکھ بہت حیران ہوئیں اور رانی سے کہا کہ اگر دوسرا موتی بھی اس کے ساتھ ہوتا تو ہار اور بھی خوبصورت لگے گا۔ رانی واپس آئی تو اس نے راجہ سے کہا کہ اس موتی جیسا دوسرا موتی بھی لاکر دو ورنہ میری حالت خراب ہو جائے گی۔ چنانچہ راجہ پھر اسی دریا پر گیا تو کچھوا راجہ کو اداس دیکھ کر کہنے لگا۔ "راجہ کیا بات ہے تم اتنے اداس کیوں ہو؟" راجہ نے ساری بات کچھوے کو سنائی کچھوے نے کہا "میں نہ کہتا تھا کہ اس موتی جیسا دنیا میں اور کوئی موتی نہیں ہے" کچھوے کو غصہ بھی بہت آیا اور سوچا کہ راجہ بہت لالچی ہے کچھوے نے راجہ سے کہا۔ "تمہارے پاس جو موتی ہے وہ لے کر آؤ میں اس کی روشنی سے تمہیں دوسرا موتی تلاش کر دوں گا۔"

راجہ بہت خوش ہوا اور گھر آکر رانی سے کہا۔ "میں تمہارے لئے خوشخبری لے کر آیا ہوں۔" رانی نے پوچھا "کیا دوسرا موتی بھی مل گیا ہے؟" راجہ نے کہا "ہاں! کچھوے نے کہا ہے کہ جو موتی تمہارے پاس ہے وہ لے کر آؤ۔ میں اسی موتی کی روشنی سے دوسرا موتی تلاش کر دوں گا۔"

چنانچہ راجہ موتی لے کر خوشی خوشی دریا پر گیا کچھوے نے راجہ سے قیمتی موتی لے کر دریا میں چھلانگ لگا دی اور کہا۔ "تم بہت لالچی آدمی ہو سو تمہیں تمہارے لالچ کی اتنی ہی سزا کافی ہے کہ تم خالی ہاتھ واپس جاؤ۔"

راجہ نے واپس گھر پہنچ کر رانی سے کہا کہ "تمہارے لالچ کی وجہ سے اتنا قیمتی موتی ہاتھ سے نکل گیا۔"

سو بچو! ہمیں بھی لالچ سے بچنا چاہیئے۔ سچ ہی تو کہا ہے بزرگوں نے کہ لالچ بُری بلا ہے۔

(نصرت یاسمین سرا۔ دریا خاں مری سندھ)

سچائی

خالد ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اس کے والد شہر کی سب سے بڑی کاٹن مل کے مالک تھے امیر ہونے کے باوجود خالد غریبوں سے ہمدردی

کے ساتھ پیش آتا کسی کو رقم کی ضرورت ہوتی تو خالد اپنا جیب خرچ اسے دے دیتا بڑوں کی عزت کرنا اور چھوٹوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا۔ خالد کی زندگی کا اصول تھا۔ گوگی خالد کی بڑی بہن تھی۔ اس کی عادتیں بھی بالکل بھائی جیسی تھیں۔ ماں کی بیماری کی وجہ سے گوگی نے سارا گھر سنبھال رکھا تھا۔ ماں باپ ان دونوں بہن بھائی سے بہت خوش تھے۔ جب غریب لوگ خالد کو اس کی ہمدردی کے ساتھ پیش آنے پر دعائیں دیتے تو ماں باپ کا دل باغ باغ ہو جاتا۔

وقت گذرتا گیا۔ بہن کے ساتھ خالد بھی جوان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگیا۔ لیکن اب خالد وہ خالد نہ رہا جو آج سے کچھ عرصہ قبل تھا۔ کالج کی فضا نے اسے بالکل تبدیل کر دیا تھا۔ جہاں وہ پہلے اپنا جیب خرچ غریبوں کو دے دیتا تھا وہاں اب وہ جیب خرچ سینما بینی، سگریٹ نوشی پر خرچ کرتا تھا بلکہ یہیں تک محدود نہیں جب اس کا جیب خرچ ختم ہو جاتا تو وہ اپنی ماں کو تنگ کر کے اس سے پیسے لیتا۔ آوارہ ہونے کی وجہ سے اس کا دماغ بھی خراب ہو گیا۔ اس کے بہت سے آوارہ دوست بن گئے۔ خالد ان کے ساتھ جوا کھیلتا۔ سگریٹ پیتا اور آوارہ گھومتا پھرتا۔ وہ اپنے دوستوں کے کہنے پر گھر میں چوریاں کرتا اور پھر ان پیسوں سے سینما دیکھتا۔

خالد کی بہن اس کی ان بدعادتوں سے واقف تھی۔ اس نے کئی بار خالد کو ٹوکا لیکن خالد باز نہ آیا۔ آخر ایک دن جب وہ گھر میں چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا تو خالد کے ابو نے اسے بہت پیٹا۔ اور گھر سے نکال دیا۔ خالد گھر سے نکلنے کے بعد بھی آوارہ پھرتا رہا۔ لیکن جب رات ہوئی۔ تب اسے معلوم ہوا کہ رات کہاں گزارے گی۔ پھر اسے اپنے دوستوں کا پھر وسا تھا۔ وہ ایک دوست کے دروازے پر گیا اور رات وہیں رہنے کی اجازت مانگی لیکن اس کے دوست نے صاف انکار کر دیا۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس پھر تیسرے کے پاس گیا لیکن جب سارے دوستوں نے اسے دھتکار دیا۔ تب خالد کے ہوش ٹھکانے آئے اور اسے معلوم ہوا کہ گھر اور والدین ہی میرے حقیقی دوست ہیں اور اب وہ گھر جانے کی تیاری کرنے لگا تا باپ سے معافی مانگ لے۔

ادھر گھر میں اس کی بہن افسردہ تھی اور رو رو کر دعائیں کر رہی تھی کہ "یا اللہ خالد بھائی کی دعائیں ٹھیک کر دے" ابھی وہ دعا مانگ کر سجدہ سے اٹھی ہی تھی کہ عین اسی وقت دروازہ کھلا اور خالد آہستہ آہستہ اندر داخل ہوا اور باپ کے قدموں پر گر پڑا۔ رو رو کر اس نے اپنی غلطیوں کی معافی مانگی۔ باپ آخر باپ ہوتے ہیں۔ اس کے والد نے اسے اٹھایا اور گلے سے لگا لیا۔ اور خالد کی بہن گڑگڑا کر خدا کے حضور شکرانہ لے کر جھک گئی۔

(وصیف احمد (حسن) گوجرہ)

تشحیذ ہمارا

تشحیذ ہمارا سب کو پیارا
سب بچوں کی آنکھ کا تارا
جب بھی ہم کو یہ ملتا ہے
پڑھتے ہیں سارے کا سارا
اس کی نظمیں پیاری پیاری
ہر اک کا ہے رنگ نیارا
اس کے مضمون اور لطائف
رکھتے ہیں دلشاد ہمارا

(منصورہ فوزیہ جماعت چہارم
بنت مکرم چوہدری شبیر احمد وکیل المال۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلچسپ کہانی راجہ دربیش

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک بے وقوف راجہ کسی ملک پر حکومت کرتا تھا۔ اس کے درباریوں میں ایک دھوبی اور ایک کمہار بھی تھا۔ دونوں کی آپس میں دشمنی تھی۔ آخر یہ دشمنی عروج پر پہنچی اور کمہار دھوبی کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہنے لگا۔ ایک دن اس نے بے وقوف راجہ کی خوب چاپلوسی کی۔ اس کی ہر بات کی تعریف کی۔ پھر کہنے لگا کہ آپ کے ہاتھی کا رنگ سیاہ ہے اور آپ کی سواری کے قابل نہیں ہے آپ اسے فلاں دھوبی سے دھلوائیں تا سفید ہو جائے راجہ تھا تو پرلے درجے کا احمق۔ فوراً خوش ہو کر حامی بھر لی اور دھوبی کو بلا کر ہاتھی دھونے کو کہا۔ ساتھ ہی الٹی میٹم دیا کہ نہ دھونے کی صورت میں جان سے مار ڈالوں گا۔

دھوبی معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا اور عقل سے کام لیتے ہوئے بولا "حضور! میں یہ کام ضرور کروں گا مگر آپ پہلے فلاں کمہار سے اتنا بڑا برتن بنوائیں جس میں ہاتھی کو بھٹی چڑھایا جا سکے۔" راجہ نے کمہار کو یہ حکم دیا تو اس کی جان نکل گئی۔ بیچارے نے بہت زور لگایا مگر وہ ہاتھی تو کجا ہاتھی کے بچے کو بھٹی چڑھانے والا برتن نہ بنا سکا کہاں اتنا بڑا برتن بنائے کہ اس میں ہاتھی سما سکے آخر وہ راجہ کے پاس آیا اور اسے اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔ سچ کہتے ہیں کہ جو دوسرے کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے۔

(قدسیہ نورقدسی۔ حجرہ شاہ مقیم)

ہمت۔ کامیابی کی ضمانت ہے

جاوید بیکاری سے تنگ آچکا تھا۔ وہ مسلسل ایک سال سے ملازمت کی تلاش میں تھا لیکن بدقسمتی سے اسے کہیں بھی ملازمت نہ ملی۔ ایک دن وہ ایک فیکٹری کے دروازے پر کھڑا ملازمت حاصل کرنے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا۔ فیکٹری کے چوکیدار نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

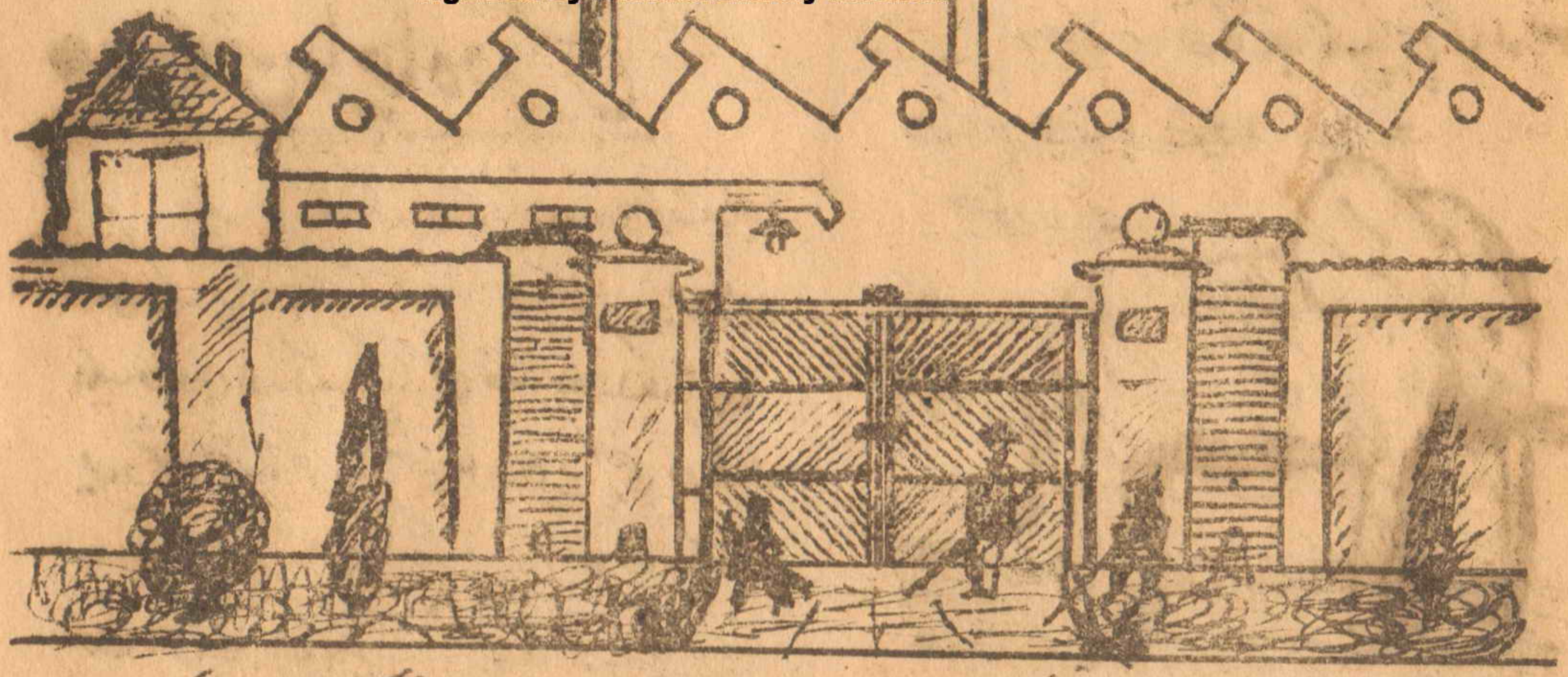

اُس سے پوچھا۔ "کیا بات ہے بھائی کیوں کھڑے ہو"

"خان صاحب!" جاوید نے جواب دیا۔ "میں نوکری کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہاں کوئی جگہ نہیں۔" خان چوکیدار نے کہا "کسی اور فیکٹری میں پتہ کرو!"

یہ سُن کر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آنسو دیکھ کر خان کو رحم آگیا اور وہ بڑے خلوص سے بولا۔

"انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمت کرو ایک نہ ایک دن کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی۔ ہمارے سیٹھ صاحب بہت رحمدل ہیں تم اُن کو اُن کی کوٹھی پر ملو! شاید تمہارا کام بن جائے۔"

جاوید نے کوٹھی کا پتہ معلوم کیا اور چل پڑا۔ کوٹھی کے دروازے پر کھڑے چوکیدار کو جب اس نے بتایا کہ وہ سیٹھ صاحب سے ملنا چاہتا ہے تو اس نے اُسے پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھ کر فقیر سمجھا اور سیٹھ سے ملوانے سے انکار کر دیا۔ جاوید نے بڑی منت سماجت کی لیکن چوکیدار ٹس سے مس نہ ہوا آخر جب وہ زبردستی اندر گھسنے لگا تو چوکیدار نے اسے گریبان سے پکڑ لیا اور دو چار تھپڑ رسید کئے پھر دھکے دے کر نکال دیا۔ شور سن کر سیٹھ صاحب باہر آئے تو جاوید جا چکا تھا۔

"کیا بات ہے طارق! یہ کیسا شور تھا؟" ساتھ ہی ان کی نظریں چوکیدار کے نزدیک گرے ہوئے بٹوے پر پڑیں۔ "یہ بٹوہ کس کا ہے؟"

چوکیدار نے بٹوہ اٹھا کر سیٹھ صاحب کو دیتے ہوئے کہا۔ "جناب ایک فقیر زبردستی کوٹھی میں گھسنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے دھکے دے کر نکال دیا۔ شاید یہ اسی کا بٹوہ ہے۔"

سیٹھ صاحب نے بٹوہ کھولا تو اسے ایک تصویر نظر آئی۔ وہ تصویر اس کے ماضی کا عکس تھی تصویر میں وہ اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ کھڑا مسکرا رہا تھا ——— "جاوید ———!" اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی ——— "میرا بھائی ———! کہاں ہے میرا بھائی ——— طارق اسے بلاؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لاڈ ـــــ وہ میرا بھائی تھا ـــــ!"

چوکیدار طارق حیران و پریشان کھڑا تھا اور سیٹھ صاحب کو وہ وقت یاد آرہا تھا جب وہ آج سے سولہ سال پہلے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ ایک نمائش دیکھنے گئے تھے نمائش میں میجک شو کی ٹکٹیں لیتے وقت ان کا بھائی بچھڑ گیا تھا۔ سیٹھ صاحب تمام رات پریشانی کے عالم میں جاگتے رہے جب صبح ہوئی تو انہوں نے "ملازمین کی ضرورت ہے" کے عنوان سے اخبار میں اشتہار دیا دوسرے دن بہت سے امیدوار پہنچ گئے انہوں نے امیدواروں کا انٹرویو لینا شروع کیا اور وہ بٹوہ میز پر رکھ لیا۔ ایک ایک کر کے تمام امیدوار بھگت چکے تھے لیکن کسی نے بھی بٹوے کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔ انٹرویو کا وقت ختم ہوا تو وہ مایوس ہو کر دوسرا کام کرنے لگے۔

اتنے میں باہر چوکیدار کی آواز آئی "انٹرویو کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب کل آنا۔"

"نہیں مجھے آج ہی سیٹھ صاحب سے ملنے دو" کسی کی آواز سنائی دی۔

سیٹھ صاحب نے گھنٹی بجا کر چوکیدار کو طلب کیا اور حکم دیا کہ امیدوار کو اندر آنے دو!

آنے والے کی نظریں سب سے پہلے میز پر رکھے ہوئے بٹوے پر پڑیں اور ساتھ ہی وہ بولا۔

"سیٹھ صاحب خدا کے لئے مجھے نوکر رکھ لیں ورنہ میں فاقوں مر جاؤں گا۔"

سیٹھ صاحب نے سوال کیا۔ "تم نے یہ بٹوہ غور سے کیوں دیکھا؟"

"جی یہ میرا بٹوہ ہے۔" جاوید نے کہا۔ "رات آپ کی کوٹھی پر گم گیا تھا۔"

"ہم تمہیں نوکر نہیں مالک بنانا چاہتے ہیں!" سیٹھ صاحب نے کہا۔

جاوید یہ سن کر حیران حیران سا انہیں دیکھتا رہا۔ اسی لمحہ سیٹھ صاحب کرسی سے اٹھ کر جاوید کی طرف بڑھے اور ـــــ "میرے جاوید میرے بھائی۔ میرے پیارے بھائی ـــــ" کہتے ہوئے اس سے لپٹ گئے۔

دونوں بھائیوں کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلکنے لگے۔ قدرت نے کیسے انوکھے موڑ پر دو بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملا دیا۔ (نصیر احمد)

شیخ چلی کی عقلمندی

پیارے بھائیو! آج میں آپ کو شیخ چلی کی نگری میں لئے چلتا ہوں۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب شیخ چلی کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ایک دن اُن کی ماں نے ان سے کہا۔ "بیٹا سسرال تو ہو آؤ۔" شیخ چلی ماں کے بڑے فرمانبردار تھے فوراً ہاں کرنی اور تیاری شروع کردی شیخ چلی جب تیار ہو کر جانے لگے۔ تو ماں نے دو نصیحتیں کیں کہ بیٹا ایک، تو ناک کی سیدھ میں جانا۔ دوسری یہ کہ وہاں کھانا کم کھانا۔ زیادہ کھانا اچھا نہیں ہوتا۔ شیخ چلی چونکہ ماں کے بڑے فرمانبردار تھے اس لئے ماں کی نصیحتیں پلّے باندھ لیں اور روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک درخت آگیا۔ سوچنے لگے۔ اب کیا کیا جائے؟ ماں کی نصیحت یاد آئی۔ کہ بیٹا ناک کی سیدھ جانا۔ فوراً درخت پر چڑھ گئے اور اوپر سے دوسری طرف کود گئے۔ اور دوبارہ چلنے لگے۔ راستے میں کھیت آتے تو ان میں سے گزر جاتے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد راستہ میں ایک نہر آئی۔ چند قدم کے فاصلہ پر پُل تھا۔ لیکن ماں کی نصیحت آڑے آئی۔ فوراً کپڑے اتار کر نہر میں کود گئے اور اس طرح نہر کو عبور کیا کپڑے بھیگ گئے تھے وہ سکھائے اور پھر چل پڑے۔ آخر خدا خدا کر کے سسرال پہنچ گئے سسرال والے انہیں داماد دیکھ کر بڑے خوش ہوئے خوب آؤ بھگت کی۔ طرح طرح کے کھانے تیار کئے گئے کہیں زردہ، کہیں پلاؤ کہیں مرغ وغیرہ لیکن شیخ چلی نے ماں کی نصیحت کے پیش نظر کھانا بہت کم کھایا۔ سسرال والوں نے خیال کیا کہ شاید داماد تھوڑا کھاتا ہے۔ اس لئے خاموش رہے۔ رات کو شیخ چلی کو خوب بھوک لگی۔ پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ تنگ آکر شیخ چلی اٹھے اور باورچی خانے کی طرف چل پڑے۔ پرانے زمانے میں لوگ شہد کے مٹکے چھتوں سے لٹکا دیا کرتے تھے۔ شامت اعمال سے ایسا ہی ایک شہد کا مٹکا ان کے سر سے ٹکرا گیا زور کا دھماکہ ہوا۔ مٹکا ٹوٹا اور سارا شہد اُن پر گر گیا شور سُن کر تمام گھر والے جاگ گئے اور چور چور کا شور مچانے لگے۔ شیخ چلی گھبرا کر جو بھاگے تو ایک ایسے کمرے میں جا گھسے جس میں روئی رکھی ہوئی تھی۔ ایک تو شہد جسم پر لگا ہوا تھا پھر روئی جیسی چیز۔ چنانچہ روئی ان کے جسم پر چپک گئی۔ وہاں سے جو بھاگے تو بھیڑوں کے ریوڑ میں جا گھسے جو کمان کے ساتھ ہی باڑے میں بند تھیں اور بھیڑ کی طرح ہاتھوں اور پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔

اتفاق سے اس رات چور بھی آئے ہوئے تھے اور [illegible] شیخ چلی کو بھیڑ سمجھ کر [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چور ساتھ چمٹ گئے اور خوف سے چیخنے لگے۔ "بچاؤ بچاؤ!" چور بھیڑ کی شکل میں شیخ چلی کو کوئی بھوت پریت سمجھ کر چیخ رہے تھے۔ شور سن کر گھر والے اور محلے والے آ گئے۔ روشنی کی گئی تو گھر والے اپنے داماد کو پہچان گئے۔ چور پکڑے گئے۔ شیخ چلی نہلائے گئے اور اچھی کھانا کھلایا کہ شاید تھک گئے ہوں۔

جب اہلِ محلہ نے رات کے واقعہ کے متعلق پوچھا تو گھر والوں نے بتایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا داماد بڑا عقلمند ہے۔ جب اس نے چور دیکھے تو پہلے اپنے اوپر شہد گرایا پھر روئی کے گدے میں لپٹ گیا۔ روئی بدن سے چپکائی اور پھر دن کے گلے میں گھس گئے اور اس طرح دونوں چور پکڑے گئے۔ سب محلہ والے شیخ چلی کی عقلمندی اور بہادری پر عش عش کر اٹھے اور شیخ چلی اپنی خوش قسمتی اور جان بخشی پر خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔

(عبدالرشید خاور۔ ترگوڑی ضلع گرجوانالہ)

دلچسپ معلومات

● برصغیر پاک و ہند کی پہلی سوانح عمری خاتون مخدرہ جہاں بیگم نے لکھی۔

● مشہور مغل بادشاہ اکبر کا پوتا شاہجہان مغلیہ خاندان کا پہلا بادشاہ تھا جس نے اپنی سوانح عمری لکھی۔

(محمد اشرف نوشاہی۔ کراچی)

پھول

پھول کھلے ہیں رنگیلے رنگیلے
پیارے پیارے رنگ رنگیلے

شبنم ان کا منہ ہے دھلاتی
ٹھنڈی ہوا ہے جھولا جھلاتی

بچے دیکھ کے تالی بجائیں
خوش ہو کر سب نغمے گائیں

باغ میں پھیلی خوشبو ان کی
سب کو بھائی خوشبو ان کی

آؤ اشرف سیر کو جائیں
ہم بھی جا کر لطف اٹھائیں

(محمد اشرف نوشاہی۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوابات انعامی معلوماتی مقابلہ نمبر (۱)

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت "ابوالقاسم" تھی (۲) رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک "سوڈان" ہے (۳) محمود غزنوی نے ہندوستان پر "سترہ" (۱۷) حملے کئے تھے۔ (۴) تنزانیہ کا دارالحکومت "دارالسلام" اور سکہ "شلنگ" ہے۔ (۵) پاکستان کی سرکاری زبان "انگریزی" ہے (۶) "چنبیلی" پاکستان کا قومی پھول ہے۔ (۷) "حبیب بنک پلازہ کراچی"۔ پاکستان کی سب سے بلند عمارت ہے اس کی ۲۴ منزلیں ہیں اور یہ ۳۴۵ فٹ بلند ہے۔ (۸) "آگرہ" مغلیہ سلطنت کا پہلا دارالخلافہ تھا۔ (۹) ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی فتح کرنے کے لئے ملک "نیپال" سے اجازت لینی پڑتی ہے (۱۰) ہندوستان میں آنے والا پہلا یورپی سیاح "واسکوڈی گاما" تھا۔

نتیجہ انعامی معلوماتی مقابلہ نمبر (۱)

اس مقابلہ میں کل چھتیس جوابات موصول ہوئے۔ جن میں اوّل سجاد محسن (ٹنڈو الہ یار) دوم ناصر احمد قمر (کروندی) اور سوم۔ مرزا نصیر احمد گل (حافظ آباد) قرار پائے۔ اول انعام چھ روپے۔ اور دوم انعام چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیئے گئے ہیں۔ (بھائی جان)

اس مقابلہ میں شامل۔ ہونے والے بہنوں اور بھائیوں کے نام یہ ہیں:۔

سجاد محسن۔ ناصر احمد قمر۔ نصیر احمد گل۔ مرزا امتیاز طاہرہ ارم۔ فوزیہ سروش۔ ملک عبدالحئی۔ اظہر محمود۔ منظر محمود۔ عبدالماجد۔ ملک محمود۔ محمد احمد باجوہ۔ الماس ایوب۔ انوار احمد باجوہ۔ توقیر احمد ملک۔ روبینہ شاہین۔ منصور احمد انجم۔ ملک محمد احمد شاد۔ ملک طاہر احمد۔ سلام محمود احمد نصر۔ عبداللطیف چوہدری۔ نعیم احمد منصور۔ محمود مصباح عنبرین۔ مبارک احمد ندیم۔ تہیم احمد شکیل احمد۔ سید نعیم احمد محمود۔ منیر احمد۔ وسیم احمد۔ غلام قادر۔ مرزا محمد حیات تاثیر۔ وسیم احمد شاہد۔ رمضان الحق۔ خالد ظہور احمد۔ مہین نغمہ ہما۔ وسیم احمد۔

(مجموعہ خانم معرفت چوہدری عبدالغفور صاحب ایم ڈی اڈیا مشورکالونی ضلع حیدرآباد۔ سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انعامی دینی و تاریخی مقابلہ (۴)

عزیز اطفال بھائیو اور نامرات بہنو! گزشتہ تین ماہ سے انعامی تاریخی و دینی مقابلہ کا جو سلسلہ جاری ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہو۔ کیونکہ اصدی بچوں کو دوسروں سے بہرحال زیادہ علم ہونا چاہیئے اس لئے آپ ہر مقابلہ میں حصہ لینے کی کوشش کیا کریں۔ محض اس لئے ہم اس ماہ سے انعام میں اضافہ کر رہے ہیں یعنی اب اوّل انعام دس روپے اور دوم انعام سات روپے ہوگا۔ امید ہے کہ مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے آپ کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوگا۔ جوابات ہر ماہ کی بیس تاریخ تک درج ذیل پتہ پر پہنچنے ضروری ہیں۔

(حبیب اللہ صابر ناظم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد۔ ۱۱۵۱ ۔ ف ۔ گاڑی کھاتہ۔ حیدرآباد)

---

(۱) ہستی باری تعالےٰ کا ایک ثبوت قرآن کریم سے بیان کریں

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے ان میں سے صرف تین کے نام لکھیں۔

(۳) جنت کے داروغہ کا نام رضوان ہے۔ دوزخ کے داروغہ کا نام بتائیے۔

(۴) جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ کب ہوا اور اس میں کتنے احباب شامل تھے؟

(۵) مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے پہلے صدر کون منتخب ہوئے اور کس سنہ میں؟

(۶) پاکستان کا سب سے بڑا ریلوے اسٹیشن کون سا ہے؟

(۷) شیر کو جنگل کا بادشاہ کہتے ہیں ذرا بتایئے تو پرندوں کی دنیا کا بادشاہ کسے کہتے ہیں؟

(۸) دنیا کے کس ملک کو جغرافیہ کی اصطلاح میں دنیا کی چھت کہا جاتا ہے۔ آپ کی آسانی کے لئے اتنا بھی بتا دیتے ہیں کہ اس ملک کے نام کو الٹا کر کے پڑھنے پر بھی نام وہی رہتا ہے

(۹) پاکستان کی اس مشہور شخصیت کا نام بتائیں جس کو اقوام متحدہ میں بہترین مقرر کا خطاب ملا؟

(۱۰) حامد علی خان بیرسٹر کے ایک مشہور شعر کا پہلا مصرعہ "اکہتر - بہتر - تہتر - چوہتر" ہے دوسرا مصرعہ بتائیں!

صحیح حل انعامی دینی و تاریخی مقابلہ (۲)

(۱) کل ۱۰۴ نام (۲) کسی نے بھی نہیں۔ (۳) ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان پر لدھیانہ میں بیعت لی اور سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ نے بیعت لی۔ (۴) لاطینی زبان میں (۵) ۱۸۹۱ء میں ہوا جسمیں ۷۵ اصحاب شامل ہوئے (۶) ہمایوں۔ (۷) ایران۔ (۸) سر ظفر اللہ خان صاحب چوہدری (۹) فارسی زبان میں (۱۰) شود ملکہ نورجہاں ثانی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

التعاونی مقابلہ مقالہ نویسی

(برائے اطفال و ناصرات الاحمدیہ)

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ!

(نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو!)

احمدیت کے نونہالو! ہمارے پیارے مذہب اسلام کا ایک زریں ارشاد یہ ہے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لینے کی کوشش کرو۔

اسی سلسلہ میں اطفال و ناصرات کا مقالہ نویسی کا سالانہ التعاونی مقابلہ ایک بہترین موقع ہے آج ہی سے مقالہ لکھنے کی تیاری شروع کر دیں۔ یاد رہے

(۱) مقالہ کا عنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بچوں سے حسنِ سلوک" مقرر ہے

(۲) تعدادِ الفاظ مقالہ ڈیڑھ ہزار ہوگی۔

(۳) حوالہ جات اور مصنف کا نام ضرور تحریر کریں

(۴) اول۔ دوم اور سوم آنے والے اطفال اور ناصرات بالترتیب ۔/۵۰ روپے ۔/۳۰ روپے اور ۔/۲۰ روپے کے انعامات حاصل کر سکیں گے۔

(۵) مرکز میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ر جولائی ۱۹۷۶ء ہے۔

(حافظ مظفر احمد۔
سیکرٹری تعلیم و تربیت)

تم مدبر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہونگے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو

عزیز بچو! اسلام کی تعلیم حاصل کرنا ہر سچے احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ اطفال الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحانات اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ یہ امتحانات ۲۵ر مئی بروز جمعۃ المبارک ہوں گے۔ اطفال ابھی سے ستارۂ اطفال ہلالِ اطفال، قمرِ اطفال اور بدرِ اطفال کے امتحانات کی تیاری شروع کر دیں۔ احمدی والدین — ناظمین اطفال اور مربیان کرام سے تعاون کی درخواست ہے

حافظ مظفر احمد
(سیکرٹری تعلیم و تربیت)

انصاف کمپنی رجسٹرڈ کمیشن ایجنٹس

چنے سفید۔ چنا کالا اور مرچ کنری کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں ہماری خدمات حاصل کریں!

انصاف کمپنی (رجسٹرڈ)

پرانی غلہ منڈی۔ لائل پور

ٹیلیفون

۷۹۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناصرات کے صفحات

ایم منظور احمد منصور (نائب مدیر ناصرات کے صفحات) لائل پور

ناصرات التعاملی مقابلہ نمبر (۲)

اول آنے والی ناصرہ کو گیارہ روپے کا التعاملی بانڈ بھیجا جائے گا۔ جوابات بیس تاریخ تک آجانے چاہئیں:

(شفیق احمد۔ انصاف کمپنی پرانی غلہ منڈی۔ لائلپور)

سوالات:

(۱) جماعت احمدیہ کے نئے عالمی مرکز کی بنیاد کب رکھی گئی؟

(۲) کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ ربوہ میں پہلی عارضی عمارت کی بنیاد کب رکھی گئی۔ یہ بنیاد کس نے رکھی؟

(۳) احمدی بچوں کی پہلی انجمن کب قائم ہوئی؟

(۴) پرنٹنگ پریس کس نے ایجاد کیا تھا؟

(۵) "نیلم" کس چیز کا نام ہے کیا پاکستان کی کسی وادی کا نام بھی نیلم ہے اگر ہے تو کس جگہ؟

(۶) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے بعد لندن کا کتنی بار سفر فرمایا؟

(۷) ربوہ سے تشحیذ الاذہان کب جاری ہوا۔ اس کے پہلے ایڈیٹر کا نام لکھئے!

(۸) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سفر جہلم کب کیا؟

(۹) اس مسجد کا نام لکھیں جس کی تعمیر کا خرچ نجمۃ امۃ اللہ نے ادا کیا اور وہ لندن میں موجود نہیں۔

(۱۰) پاکستان میں نمرود کی کان کس جگہ ہے؟

★

جوابات "ناصرات التعاملی مقابلہ نمبر (۱)

(۱) اطاعت فرمانبرداری (۲) ۱۹۰۴ء کو

(۳) ایک ہے یعنی "اللہ" (۴) ۱۹۳۸ء کو حضرت المصلح الموعودؓ نے

(۵) ڈاکٹر عبدالسلام (۶) پروفیسر سٹیڈن ویزبرگ

(۷) مختلف (۸) چیتے۔ سنہری تیتریاں۔ رنگدار تیتریاں۔

(۹) نر۔ مادہ۔ (۱۰) بحیرۂ اوقیانوس۔

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بزمِ ناصرات

بھائی جان! ناصرات کے صفحات کے لئے دو غزلیں پھول حاضر ہیں۔ شائع ہونے پر اور بھی کشیدہ کاری کی چیزیں بھیج کر ارسال کروں گی۔ (نسیم اختر قریشی۔ کوٹ عبدالمالک)

محترم بھائی جان! تشحیذ الاذہان نظر سے گزرا ناصرات کے صفحات میں بچیوں کو نمائندگی دے کر آپ نے ہماری حوصلہ افزائی کی ہے۔ کامیاب اشاعت پر مبارک باد دیتی ہوں اور اشاعت کے لئے کڑھائی کے نمونے بھیجوا رہی ہوں امید ہے کہ شائع فرمائیں گے۔

(غزالہ گوگی۔ لائلپور)

جناب نائب مدیر "ناصرات" کے صفحات "میں نے آپ کو اس سے پہلے داغ اتارنے کے کچھ طریقے بھیجے تھے۔ جو آپ نے شائع کر دیئے۔ اس پر میں آپ کی ممنون ہوں اس دفعہ بھی کچھ طریقے بھیج رہی ہوں شائع کر دیجئے گا۔

(نصیر طارق۔ ربوہ)

محترم نائب مدیر "ناصرات" کے صفحات "تشحیذ الاذہان" کا ایک پیارا رسالہ ہے جسے نہ صرف چھوٹے بلکہ بڑے بھی شوق سے پڑھتے ہیں۔ خاص طور پر جب سے ناصرات کے صفحات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس رسالہ کو چار چاند لگ گئے ہیں اور آپ کی محنت کو شستوں سے

یہ رسالہ بہت ہی دلچسپ ہو گیا ہے میں نے ایک مضمون بھیجا تھا۔ شائع کرنے کا شکریہ۔ خدا آپ کو مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(فوزیہ اسلم باجوہ۔ سرگودھا)

○

سکواش بنانے کا طریقہ:

سردی کا موسم ختم ہونے پر موسم گرما کی آمد شروع ہو جائے گی۔ ہمارے ملک میں چونکہ گرمی نہایت سخت ہوتی ہے اس لئے ٹھنڈے مشروبات کی ضرورت ہوتی ہے بالوں کا سکواش روح کو تسکین بخشنے والی چیز ہے ان دنوں مالٹے کافی سستے ہوتے ہیں اور آپ کو سستی اور خالص چیز حاصل ہو سکتی ہے۔

اشیاء: مالٹے ۱۰ عدد۔ چینی ۲ پونڈ۔ سٹرک ایسڈ ۳ اونس۔ پوٹاشیم میٹا بائی سلفائیٹ ۵ گرام۔ اورنج کلر ۲ گرام۔ لوتلیپ حسبِ ضرورت۔ کارک۔ موم یا لاکھ لوتلین۔ ہوا بند کرنے کے لئے۔

سکواش تیار کرتے وقت صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ جن برتنوں میں رس نکال کر رکھا جائے وہ بالکل صاف ہونے چاہئیں۔ اگر تام چینی کے ہوں تو بہت اچھا ہے۔ ورنہ ایلومینیم کے برتن ہی کام دے سکتے ہیں۔ جن برتنوں میں سکواش ڈالا جائے گا وہ بھی اچھی طرح گرم پانی سے دھو کر خشک کر لینے چاہئیں۔ چینی میں عام طور پر کالے کالے ذرات ہوتے ہیں انہیں بھی چینی سے نکال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیں۔ فروری کے آخر اور مارچ کے شروع میں سکواش بنانے کا موسم بہترین ہے کیونکہ ان دنوں مالٹے کی قسم وینشیا لیٹ (Ventialate) بھی بازار میں آ جاتی ہے جس کا جوس ترش ہونے کے علاوہ کافی مقدار میں نکل آتا ہے۔

طریقہ: مالٹوں کا رس نکال کر کسی ململ کے کپڑے سے اچھی طرح چھان لیں۔ جوس مندرجہ بالا مقدار میں برتن میں ڈال کر چینی اور سٹرک ایسڈ اس میں ملا دیں اور اچھی طرح حل کر دیں۔ اس کے بعد پوٹاشیم میٹابائی سلفائیڈ تھوڑے سے پانی میں حل کر کے بوتل میں ڈال لیں اور کارک کو اچھی طرح لگا لیں۔ اب رنگ حسب ضرورت تھوڑے سے پانی میں حل کر کے جوس میں ملائیں۔ اس کے بعد حل شدہ پوٹاشیم میٹابائی سلفائیڈ اس میں ملا کر خشک شدہ بوتلوں میں بھر دیں اوپر سے بوتل تھوڑی سی خالی رہنے دیں اور کارک جو کہ کچھ دیر پہلے پانی میں بھگوئے ہوئے ہوں بوتلوں میں لگاتے جائیں۔ جب سارا سکواش بوتلوں میں بھر جائے تو موم یا لاکھ گرم کر کے بوتلوں کے کارک بند کر دیں۔ اب آپ کا مطلوبہ سکواش تیار ہے آپ سکواش تیار کرنے کے ایک ماہ گزرنے کے بعد استعمال میں لا سکتے ہیں۔ اگر آپ اچھی طرح مواد بند کر لیں گے تو یہ دو سال تک خراب نہیں ہوگا۔ ہاں کچھ عرصہ تک ہر ہفتہ بعد ہلاتے رہیں۔

(آسیہ شفیق۔ لائلپور)

○

گھر کی آرائش

گھر کی آسائش میں مندرجہ ذیل امور مدِ نظر رکھے جائیں:۔

(۱) نفیس چیزیں شیشے کی الماریوں میں سجا کر رکھی جائیں

(۲) غیر ضروری اور کم قیمت والی چیزیں گودام میں رکھی جائیں

(۳) کوئی چیز بکھرنے نہ پائے اور صفائی کا خاص خیال رہے

(۴) بڑا کمرہ چھوٹا دکھانے کے لئے فرنیچر درمیان میں رکھیں

(۵) درمیانی کمرے کے وسط میں فرنیچر کی بڑی چیز نہ رکھیں

(۶) بڑے صوفے سیٹ کیلئے بڑے قالین یا دری اور چھوٹے صوفہ کے لئے چھوٹے قالین یا دری ہوں۔

(۷) چاروں دیواریں سجاوٹ میں یکساں ہوں اور اگر کوئی دیوار سجاوٹ میں کم ہو تو اس پر شوخ رنگین چیز لگائیں

(۸) اگر دیواریں چھوٹی ہیں تو تصویریں بھی چھوٹی لگائیں

(۹) اگر تصویریں ایک ہی سائز کی ہوں تو ان کے مرکز سیدھ میں ہوں۔

(۱۰) پردے کا رنگ دیواروں اور دیگر اشیاء سے بہت ملتا جلتا ہو۔

(۱۱) چھوٹا کمرہ ہو تو بڑے پھولوں والے پردے اور بڑے گلدان نہ لگائیں۔

(۱۲) گلدان کمرے کی خاص سجاوٹ ہوتے ہیں لیکن انہیں موزوں جگہ رکھیں اور پھولوں کے بغیر نہ ہوں

(۱۳) کمرے کی چیزیں اس ترتیب سے رکھی جائیں کہ دیکھنے والا خود بخود ایک سے دوسری چیز کی طرف توجہ مبذول کرے

ریاضہ خانم۔ ٹاؤن شپ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُسکراہٹیں

(۱) ایک انسپکٹر صاحب نے ایک بچے سے سوال کیا:۔
"سومنات کا مندر کس نے توڑا ہے؟"
بچہ سوال سُن کر رونے لگا۔ تو پاس کھڑے ہوئے استاد نے کہا۔ "بچہ ہے ڈر گیا ہوگا۔"

---

(۲) تین افیمی ایک دوسرے پر کھڑے ہو گئے تو ایک سپاہی نے نیچے والے کو تھپڑ مارا تو اوپر والا بیچ والے سے بولا۔ "یار دیکھنا یہ کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے!"
(پیر مجیب الرحمٰن سانگھڑ سندھ)

وکیل: (جرح کرتے ہوئے) "اچھا تو محترمہ صبح جب آپ کی آنکھ کھلی اور آپ نے دیکھا کہ میز کے سب دراز باہر نکلے پڑے ہیں۔ اٹیچی کیس کھلے ہوئے ہیں۔ الماریوں کے پٹ بند نہیں ہیں چیزیں خرچی پڑی ہیں تو کیا یہ سب کچھ دیکھ کر آپ کو خیال نہ آیا آپ کے گھر میں چوری ہو گئی ہے۔"

خاتون: "جی نہیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں سمجھی کہ شاید میرے شوہر ٹائی ڈھونڈتے رہے ہیں۔"

(فرخندہ نسترین ڈرگ روڈ۔ کراچی ۱۵)

---

(۱) ایک سکھ نے جالندھر کے سٹیشن ماسٹر سے پوچھا۔ "یوں جناب! ابھی جانے والی گاڑی گزر گئی ہے؟"
سٹیشن ماسٹر نے جواب دیا۔ "ہاں"
سکھ نے پھر پوچھا۔ "کیا امرتسر جانے والی گاڑی بھی نکل گئی ہے؟"
"ہاں ——" سٹیشن ماسٹر نے کہا۔ "لیکن تم نے کدھر جانا ہے؟"
سکھ نے جواب دیا۔ "جانا تو کہیں نہیں صرف لائن عبور کرنی تھی۔"

---

(۲) ایک بچے نے اپنے ابا سے پوچھا۔ "بادشاہ کسے کہتے ہیں؟"
باپ نے جواب دیا۔ "جس کا حکم سب چھوٹے بڑے مانیں۔" بچہ کہنے لگا۔ "تو پھر ماسٹر جی بادشاہ ہوئے نا"
(کلیم احمد شاکر۔ ششم۔ ربوہ)

۱۔ ڈاکٹر: (مریض سے) "تم میرے علاج سے ٹھیک ہو جاؤ گے تو کیا دو گے؟"
مریض: جناب میں قبر کھودتا ہوں آپ کے لئے مفت قبر کھود دوں گا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲- ماں: (بیٹے سے) "تمہارا انگریزی کا استاد کیسا پڑھاتا ہے؟"

بیٹا: "پڑھاتا تو اچھا ہے۔ لیکن آج میں نے اس سے پوچھا کہ "آئی ڈونٹ نو" (I don't know) کا کیا ترجمہ ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں نہیں جانتا"

(تابوت احمد مرید کے منڈی)

۱- ایک سائیکل سوار کی راہ گیر سے ٹکر ہو گئی۔ راہ گیر کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا اور بولا۔ "ابے بریک کیوں نہیں ماری؟"

سائیکل سوار نے جواب دیا۔ "اتنی بڑی سائیکل تو ماروں ہے اب بریک بھی ماروں؟"

---

(۳) ایک شخص کے پاس ایک گائے تھی وہ اس نے بیچ دی۔ دوسرے شخص نے پوچھا۔ "یار تمہاری اتنی اچھی گائے تھی تم نے کیوں بیچ ڈالی؟"

پہلے نے جواب دیا۔ "بھائی گائے بیشک اچھی تھی لیکن میرے بیٹے کو مارتی تھی۔"

اس پہلڑ کا جو پاس کھڑا تھا۔ جھٹ بولا

"ابا جی! پھر امی کو کیوں نہیں بیچ دیتے وہ بھی تو مجھے ہر روز مارتی ہیں؟"

(اسلام الحق شاد۔ بدین)

خاوند: (بیوی سے) "بیگم آج صدقہ خیرات دو۔ میں نے رات بہت برا خواب دیکھا ہے۔"

بیوی: "وہ کیسا خواب تھا؟"

خاوند: "میں نے دیکھا کہ میں رنڈوا ہو گیا ہوں۔"

بیوی: "اللہ نہ کرے آپ رنڈوے ہوں۔ خدا کرے میں ہی بیوہ ہو جاؤں۔"

(یاسمین ملک۔ سمبڑیال)

بیٹا کاغذ پر باپ کا نام بار بار لکھ کر کاغذ آگ میں جلا رہا تھا۔ باپ نے ناراضی ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیا کر رہے ہو؟"

"ابا جان! آپ کا نام روشن کر رہا ہوں۔" بیٹے نے جواب دیا۔

(بشریٰ بیگ۔ شادیوال۔ گجرات)

الفضل ربوہ

روزنامہ

ہمارا۔ آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے اقتباسات۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات علماء سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ممالک میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی و غیر ملکی خبریں شائع ہوتی ہیں آپ خود بھی اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کیلئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا اخلاقی فرض ہے۔

شرح چندہ سالانہ ساٹھ روپے ششماہی اکتیس روپے فی پرچہ ۲۰ پیسے

" خطیر برائے ایک سال اٹھارہ روپے فی پرچہ: ۳۵ پیسے

(مینیجر الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ انعامی دینی و تاریخی مقابلہ (۲)

تشحیذی انعامی دینی و تاریخی مقابلہ ۲ میں :-

نعیمہ احمد اختر گوجرانوالہ ، ظہیر الدین عباسی کراچی - اور سید انجم سہیل کراچی نے ۵۰ میں سے ۵۰ نمبر حاصل کئے۔ قرعہ اندازی کے ذریعہ اوّل انعام ظہیر الدین عباسی ۶/۲ سی ایریا۔ لیاقت آباد کراچی ۱۹ نے حاصل کیا۔ اور دوسرا انعام سید انجم سہیل کراچی نے۔

اسی طرح اظہر محمود سرگودہا - انوار احمد سرگودہا۔ محمد احمد باجوہ سرگودہا۔ مظہر محمود سرگودہا۔ میرزا منیر احمد گل۔ حافظ آباد۔ الیاس ایوب بٹ جہانگیریاں سیالکوٹ۔ آنسہ فوزیہ سروشی حافظ آباد۔ منصور منہاسی چک ۱۶۶/۲ مراد طارق سلیم لائلپور۔ اور سید ظہیر احمد کراچی نے پچاسی پچاسی نمبر حاصل کئے۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے بچوں نے مقابلہ میں حصّہ لیا۔ (بھائی جان)

والدین کی توجّہ کیلئے

بچے زندہ قوم کی عظمت و دولت ہوتے ہیں۔ ان کی ذہنی اور اخلاقی استعدادوں کی صحیح راہنمائی کے لئے اسلامی اخلاق کا بہترین مواد مہیا کرنا والدین کا اولین فرض ہے۔ بچہ اپنی عمر کی ناپختگی کی بدولت اس اخلاقی گراوٹ کے دور میں ناول اور جنّوں پریوں کی جھوٹی کہانیاں پڑھنے کی طرف راغب ہے۔ مرکز سے بچوں کی صحیح نشوونما کے لئے رسالہ تشحیذ الاذہان نکلتا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے پیارے بچوں کو یہی رسالہ پڑھنے کے لئے مہیا کریں تا وہ اسلامی اخلاق کی اعلیٰ اقدار اپنا سکیں

تشحیذ الاذہان کا سالانہ چندہ صرف دس روپے ہے

خاکسار۔ ملک محمد اعظم سیکرٹری اشاعت

خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ہفتہ اشاعت

۴ مارچ تا ۱۰ مارچ ۱۹۷۶ء

مجالس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مرکزیہ کی طرف سے ۴ مارچ تا ۱۰ مارچ ہفتہ اشاعت منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تمام قائدین کرام اس ہفتہ میں خاص کوشش کریں کہ رسائل خالد اور تشحیذ الاذہان ہر احمدی گھرانہ میں جاری ہو جائے۔ نیز ان کے لئے اشتہاروں اور مضامین وغیرہ کے حصول کے لئے بھرپور سعی فرمائیں۔ اسی طرح قائدین اضلاع کوشش کریں کہ ان کے ضلع کی کوئی مجلس ایسی نہ رہے جس میں خالد اور تشحیذ الاذہان نہ جاتا ہو۔

(مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

○

اپنے بچوں کے مطالعہ کے لئے ہمیشہ تشحیذ الاذہان کا انتخاب فرمائیں۔ چونکہ بلاشبہ تشحیذ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی معلومات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ (صنوبر)

○

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجالس کی رپورٹ

سانگھڑ

مکرم قائد صاحب سانگھڑ شہر تحریر فرماتے ہیں کہ جنوری ۷۶ء میں مجلس کا ایک تربیتی پروگرام ہوا جس میں مندرجہ ذیل علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اطفال سائیکل پر سوار ہو کر اجلاس میں شرکت کرتے آئے۔ مندرجہ ذیل علمی مقابلے ہوئے۔ تلاوت۔ نظم۔ تقریر۔ سیرت النبی ﷺ اور حیات مسیح پر خاص تقاریر ہوئیں۔ نیز دوڑ۔ کبڈی۔ لانگ جمپ۔ ہائی جمپ اور سائیکل ریس کے مقابلے ہوئے۔ اطفال نے سب مقابلوں میں بڑے شوق سے حصہ لیا۔ یہ اجلاس دعا پر ختم ہوا۔ دعا سے قبل امیر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔

کھوکھر غربی (گجرات)

مکرم محمد اعظم رشید صاحب قائد کھوکھر غربی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ۱۸ جنوری ۷۶ء کو اپنے حلقہ میں ایک روزہ ورزشی مقابلہ منایا جس میں ۴ غیر احمدی اطفال نے بھی شرکت کی۔ کھوکھر غربی میں ایک بڑا نشیبی علاقہ ہے جو بارش کے دنوں میں ۴ فٹ تک گہرا پانی کھڑا ہو جانے کی وجہ سے آمد و رفت میں بہت تکلیف ہوتی تھی یہ پہلے پانی سے خالی کی گئی پھر مٹی ڈال کر ہموار کر دی گئی۔ شدید سردی میں اطفال نے اسی جگہ سے بالٹیوں کے ذریعہ جس شوق سے پانی نکالا وہ قابل تحسین اور قابل داد ہے۔ آخر میں اطفال میں ٹافیاں تقسیم کئے گئے۔

نور نگر

مؤرخہ ۲۷ جنوری بروز جمعہ المبارک اطفال الاحمدیہ کا تربیتی اجلاس ہوا۔ بارش اور سردی کے باوجود ۳۰ اطفال شریک ہوئے۔ مندرجہ ذیل علمی مقابلے ہوئے۔ دینی معلومات۔ حفظ سترہ آیات۔ نماز سادہ۔ اطفال نے بڑے شوق سے حصہ لیا اور اول۔ دوم اور سوم آنے والے اطفال کو انعامات دیئے گئے۔ بعض اطفال کو حوصلہ افزائی کے انعامات بھی دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ مجلس کی بیداری قائم و دائم رکھے (آمین)

(مرتبہ۔ محمد اعظم ملک سیکرٹری اشاعت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

ہر قسم کا سامانِ سائنس واجبی نرخوں پر
خریدنے کے لئے
رائیڈ
سائنٹیفک سٹور
گنپت روڈ لاہور ○ کو یاد رکھیں!
فون نمبر ۶۲۵۰۰

پبلشر: محمد شفیق قیصر ● پرنٹر: سید عبدالحی ● مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ● مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ (ضلع جھنگ)

Editor :
LAEEQ AHMAD TATHIR

شیزان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے

شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

Monthly TASHKEEZ-UL-AZHAN Rabwah
Aman 1355 H.S.—March 1976

Regd. No. L7128
N. A. Press, Rabwah